﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۱۴؍نومبر ۲۰۰۳ء | ۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ ہجری قمری ۱۴؍نبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۴۶

سحری اور افطار

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔(بخاری کتا ب الصوم باب برکۃ السحور و مسلم)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”جب رات آجائے اور دن چلا جائے یعنی سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہیئے۔ (بخاری کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

صادقوں کی شناخت اور ان کا تسلیم کرنا کچھ مشکل امر تو نہیں ہوتا۔ ان کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھائے گا۔

”دیکھو حضرت ابوبکرؓ نے کوئی نشان نہیں مانگا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا نام صدیق ہوا۔ سچائی سے بھرا ہوا۔ صرف مُنہ دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ یہ جھوٹا نہیں ہے۔ پس صادقوں کی شناخت اور ان کا تسلیم کرنا کچھ مشکل امر تو نہیں ہوتا۔ ان کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں لیکن کور باطن اپنے آپ کو شبہات اور خطرات میں مبتلا کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ بڑے ہی بدقسمت ہوتے ہیں جو انتظار ہی میں وقت گزار دیتے ہیں اور پردہ برانداز ثبوت چاہتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ جیسا خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے انکشاف کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا۔ نفع میں وہی لوگ ہوتے ہیں اور سعادت مند وہی ہیں جو مخفی ہونے کی حالت میں شناخت کرتے ہیں۔

دیکھو جب تک لڑائی جاری ہوتی ہے اس وقت تک فوجوں کو تمغے ملتے ہیں اور خطاب ملتے ہیں لیکن جب امن ہو جاوے اس وقت اگر کوئی فوج چڑھائی کرے تو یہی کہا جائے گا کہ یہ لُوٹنے کو آئے ہیں۔

یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملے گا لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھائے گا۔ وہ وقت ہوگا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے مصداق ہوگا۔ اِس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اُس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی، اُس کو گالیاں سننی پڑیں گی، لعنتیں سنے گا مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا۔

لیکن جب دوسرا وقت آیا اور اس زور کے ساتھ دنیا کا رجوع ہوا جیسے ایک بلند ٹیلہ سے پانی نیچے گرتا ہے اور کوئی انکار کرنے والا ہی نظر نہ آیا اُس وقت اقرار کس پایہ کا ہوگا؟ اس وقت ماننا شجاعت کا کام نہیں۔ ثواب ہمیشہ دکھ ہی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو قبول کر کے اگر ملّہ کی نمبرداری چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک دنیا کی بادشاہی دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمبل پہن لیا اور ہر چہ بادا باد، ماکشتی در آب انداختیم کا مصداق ہو کر آپ کو قبول کیا تو کیا خدا تعالیٰ نے اُن کے اجر کا کوئی حصہ باقی رکھ لیا؟ ہرگز نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے ذرا بھی حرکت کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اس کا اجر نہ پالے۔ حرکت شرط ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے تیز نظر کہلاتا ہے لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا دیوانہ کہلائے گا“۔ (ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۱۶۔۱۷)

روزہ ڈھال ہے اور اس کی جزا خود خدا تعالیٰ ہے

رمضان میں نمازوں، تہجد، نوافل کا اہتمام اور قرآن کریم کی تلاوت کا ایک دور کریں

رمضان کے بابرکت مہینہ کی فضیلتوں، برکتوں اور مسائل کا پرمعارف بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴؍اکتوبر ۲۰۰۳ء)

(لندن ۲۴؍اکتوبر): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد خطبہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۴ اور ۱۸۵ کی تلاوت اور ترجمہ بیان فرمایا جس میں روزوں کی فرضیت اور مسائل کا تذکرہ ہے۔ حضور نے مذکورہ بالا آیات کی تشریح میں فرمایا کہ روزے مومن پر فرض کئے گئے ہیں۔ مومن وہ لوگ ہیں جو تقویٰ کی باریک راہوں کو خدا تعالیٰ کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ یہ راہیں تب حاصل ہوتی ہیں جب انسان کی اپنی مرضی ختم ہو جائے اور اس کے اعمال و افعال خدا تعالیٰ کی مرضی اور احکامات کے تابع ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان میں محض خدا کے حکم اور رضا کی خاطر مومن جائز اور حلال اشیاء کو ترک کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اس کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو ہر قسم کی سستی ترک کرنا ہوگی۔ نمازوں، تہجد، نوافل اور تلاوت قرآن کریم میں سستی نہیں کرنی۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور ختم کرے۔ اللہ تعالیٰ کو محض بھوک اور پیاس کی حاجت نہیں، سستی کی

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان میں احمدیہ مسجد کو سیل کر دیا گیا

(پریس ڈیسک): احمد نگر ربوہ سے ملحقہ آبادی نور پور میں واقع ایک مسجد جو ایک کمرہ پر مشتمل تھی اور جسے ایک احمدی رانا ولی محمد صاحب نے آج سے تقریباً ۲۰، ۲۲ سال پہلے اپنی زمین میں تعمیر کیا تھا اور جس کی حالت اب بہت ہی خستہ ہو چکی تھی۔ رمضان المبارک کی آمد کے پیش نظر رانا صاحب نے اس کی مرمت کروائی اور نئی چھت ڈال دی۔ بعض شر پسند عناصر کو مسجد کی بہتر حالت پسند نہ آئی اور انہوں نے شرارت کے طور پر پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدیوں نے دیگر مسلمانوں کی مسجد گرا کر اپنی مسجد تعمیر کر لی ہے۔ کچھ لوگوں نے مظاہرے کئے۔ مولوی غلام مصطفیٰ آف مسلم کالونی ربوہ نے پولیس کے روبرو درخواست دی۔ پولیس نے آ کر جائزہ لیا اور اعلیٰ حکام کو رپورٹ کر دی جس کے نتیجہ میں ۲۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو ہوم سیکرٹری پنجاب کے حکم پر مسجد کو سیل کر دیا گیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کے بقیہ ایّام میں اپنے مظلوم پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے
ایڈیٹوریل بورڈ اور انتظامیہ بورڈ کے اراکین

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (لندن) کے ایڈیٹوریل بورڈ اور انتظامیہ بورڈ کے لئے حسب ذیل اراکین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:

ایڈیٹوریل بورڈ

مدیر اعلیٰ	مکرم نصیر احمد صاحب قمرؔ
نائب مدیر	مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب
ممبران	۱۔ مکرم عبدالماجد طاہرؔ صاحب
	۲۔ مکرم رشید احمد چوہدری صاحب
	۳۔ مکرم آصف محمود باسطؔ صاحب

انتظامیہ بورڈ

چیئرمین	مکرم نصیر احمد صاحب قمرؔ
سیکرٹری	مکرم حافظ فضل ربی صاحب
ممبران	۱۔ مکرم مبارک احمد صاحب ظفرؔ
	۲۔ مکرم منیر الدین صاحب شمسؔ
	۳۔ مکرم عبدالباقی ارشد صاحب

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تقرریاں ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے۔ آمین

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

وجہ سے روزے ترک نہ کریں۔ ایمان تقویٰ اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ تہجد، نوافل، تلاوت قرآن اور نمازوں سے تقویٰ پیدا ہوگا۔ اگر تقویٰ پیدا ہو تو ایمان مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضور ﷺ کے حوالے سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا ہوں۔ آپؐ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب سے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اگر کسی کو روزہ کی فضیلتوں کا پتہ لگ جائے تو وہ کہے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ مومنوں کے لئے اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں اور منافقوں کے لئے اس سے مشکل کوئی مہینہ نہیں۔ آپؐ نے سفر کے دوران روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضور انور نے بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سفر میں روزہ نہیں رکھنا اور مریض بھی روزہ نہ رکھے۔ جو روزہ نہ رکھ سکے اس کے لئے مسکین کو کھانا کھلانا فرض ہے۔ فدیہ دینے سے خدا تعالیٰ روزہ کی توفیق بھی دے سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے روزہ رکھنے کی توفیق طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ مریض کو طاقت دے سکتا ہے۔ جو شخص رمضان کا منتظر رہتا ہے اور پھر بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو وہ ثواب سے محروم نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ نیت کو جانتا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ کے لئے یہ مشقت نہیں کی تو وہ انسان کو دوسری مشقتوں میں ڈال دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ روزوں کی فضیلت اور فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزہ سے انسان دوسری قوموں کے اعتراض سے بچ جاتا ہے۔ روزہ دار کا محافظ اور ڈھال خدا بن جاتا ہے اس کی روحانی اور جسمانی صحت کا ضامن روزہ ہے۔ اس کے ساتھ قبولیت دعا کا وعدہ ہے۔ روزہ دار برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ دنیا سے انقطاع ہوتا ہے۔ روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے۔ رمضان میں غرباء بھی اپنے فاقوں سے ثواب حاصل کرتے ہیں۔ خطبہ کے آخر پر حضور نے دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁ ❁❁❁

اے شَہرِ رَمضان

اندھیاروں کے دیپ بجھا دے اے شَہرِ رَمضان
دل میں اس کی جوت جگا دے اے شَہرِ رَمضان

ساون رت کی جل تھل میں بھی بنجر نین پرین
اشکوں کی برکھا برسا دے اے شَہرِ رَمضان

حرص و ہوا کی سرد ہوا سے ٹھنڈے جسم و دل
دل کے جسموں کو گرما دے اے شَہرِ رَمضان

کوئی پل نہ آئے جب آئے نہ اس کی یاد
اب کے ایسی بات بنا دے اے شَہرِ رَمضان

کوئی برہن دید کو ترسے نہ کوئی آنسو چھلکے
سب کی عید کو عید بنا دے اے شَہرِ رَمضان

غم کی رات میں ڈوب چلی ہے نومیدی کی شام
آس کا سورج پھر چمکا دے اے شَہرِ رَمضان

شاعر کو ہے زعم سخن کا اپنی بات کا مان
اس کے مان کو سچا کر دے اے شَہرِ رَمضان

(مبشر احمد محمود - ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارہ میں ایک ضروری یاددہانی

زکوٰۃ پانچ ارکانِ اسلام میں سے تیسرا رُکن ہے اور یہ ہر اُس احمدی مسلمان پر جو صاحبِ نصاب ہو فرض ہے خواہ وہ چندہ عام یا حصہ آمد ادا کرتا ہو۔ چندہ کو ہرگز زکوٰۃ کا متبادل نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ چندہ عام یا حصہ آمد تو آمد پر ادا ہوتا ہے خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو جبکہ صاحبِ نصاب وہ شخص ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولے (یعنی 612.36 گرام) چاندی یا اتنی مالیت کے برابر سونا یا نقدی ہو۔

زکوٰۃ اس رقم پر یا بینک بیلنس پر ادا کی جاتی ہے جو ایک سال تک کسی کے پاس یا بینک میں رہے۔

سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ صرف اس شکل میں واجب ہوتی ہے جو عام طور پر استعمال میں نہ رہتے ہوں۔ جو زیور عام طور پر استعمال میں رہتے ہوں لیکن وہ زیور غرباء کو عاریۃً نہ دیئے جاتے ہوں تو اُن کی زکوٰۃ ادا کرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن سونے چاندی کے جو زیور عام طور پر استعمال میں بھی رہتے ہوں اور کبھی کبھار غرباء کو بھی ان کی ضرورت پر استعمال کے لئے دے دیئے جاتے ہوں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کے برابر سونا یا نقدی کا چالیسواں حصہ (2.5%) سال میں ایک بار بطور زکوٰۃ کے ادا کیا جانا فرض ہے۔

نوٹ: زیور میں اگر کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو یا پتھر وغیرہ لگے ہوئے ہوں تو اُن کے وزن کا اندازہ لگا کر پھر سونے یا چاندی کی مقدار کے مطابق اس پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ جو صاحب نصاب ہیں وہ اس فرض کی ادائیگی کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

نکات معرفت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”شیطان کبھی کبھی نیکی کے رنگ میں بھی انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ ایسے اوراد و وظائف بتائے جاتے ہیں کہ انسان با جماعت نماز سے رہ جاتا ہے۔ پس انسان کو نیکیوں کا گمان اور غرور نہیں کرنا چاہئے اور چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قویٰ دئے ہیں اس لئے جو بات اس کو نہیں دی گئی اس کو چاہئے کہ دوسروں سے لے کر اس کا فائدہ اٹھاوے۔ اور اس میں اپنی کسرشان نہ سمجھے۔ اس لئے فرمایا ہے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾“۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴/جون ۱۹۰۳ء)

مسائل رمضان

دوسری و آخری قسط

سوال: بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہوتی ہے ۔مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے۔اسی طرح مزدور جن کا گزارہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور ﴿عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے''۔

(بدر ۲۶/ستمبر ۱۹۰۷ء)

ایک دوست نے حضرت صاحب سے ذیابیطس کی بیماری میں روزہ کے متعلق دریافت کیا۔اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

''بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس کے لئے تو بہت ہی مضر ہے''۔(الفضل ۱۵/جولائی ۱۹۱۵ء)

☆......☆......☆......☆

بعض پرانی بیماریاں

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کر لیتا ہے۔مثلاً پرانی بیماریاں ہیں ان میں سب کام کرتا رہتا ہے۔ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا اس ملازم کا سفر شمار کیا جائے گا جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

''اس کا سفر سفر نہیں گنا جا سکتا ۔اس کا سفر تو ملازمت کا ایک حصہ ہے ۔ اسی طرح بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جوان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں ۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے ۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے ۔اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں ۔بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا''۔اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھ سکتے (بدایۃ المجتہد صفحہ ۲۰۶) لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہوسکتی ہے ۔ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر قضاء نہیں جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء نہیں۔لیکن اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بنا پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے''۔(الفضل ۱۶/اگست ۱۹۴۸ء)

❁❁ ❁❁

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا۔اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔

میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا، اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔

اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور وہ اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔

اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔تکلف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے''۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

❁❁ ❁❁

فدیہ

''اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دے گا جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا پھر اتنا چھوٹا بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔اور ایسے شخص کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دے دینا چاہئے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ **فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکتا یا اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے اور جو روزہ رکھنے سے معذور ہو وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے بطور کفارہ دیتا ہے۔

آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں عارضی اور مستقل۔ان دونوں حالتوں میں فدیہ دینا چاہئے۔ پھر جب عذر دور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے لیکن سال دو سال تین سال جب بھی صحت اجازت دے اسے حسب استطاعت روزہ رکھنا ہوگا۔سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں، کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہو گئی تو ایسی صورت میں فدیہ کفایت کرے گا''۔

(الفضل ۱۰/اگست ۱۹۴۵ء)

❁❁ ❁❁

سوال: فدیہ رمضان کس پر واجب ہے کیا بوڑھا،ضعیف، دائم المریض، حاملہ ، مرضعہ وغیرہ جو آئندہ رمضان تک گنتی پوری کرنے کی توفیق نہ رکھتے ہوں صرف وہی فدیہ دیں۔ یا وہ شخص بھی جو وقتی طور پر بیمار ہو کر چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور رمضان کے بعد تندرست ہو کر گنتی پوری کرنے کی توقع رکھتا ہے اور توفیق پاتا ہے۔نیز فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت ۔باقی رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کے لئے ضروری نہیں جو وقتی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔سوائے اس کے کہ وہ ان روزوں کی قضاء سے پہلے ہی اپنے مولا کو پیارا ہو جائے۔اس صورت میں اس کے ورثاء پر لازم ہوگا کہ یا تو وہ اس کی طرف سے ان روزوں کا فدیہ ادا کریں یا اتنے روزے رکھیں جو اس کے رہ گئے تھے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہ ہو کہ وہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضا کر سکیں گے جیسے بوڑھے، ضعیف یا دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ ہے۔

علامہ ابن رشد بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

اَمَّا حُکْمُ الْمُسَافِرِ اِذَا اَفْطَرَ فَھُوَ الْقَضَاءُ بِاتِّفَاقٍ وَکَذٰلِکَ الْمَرِیْضُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ''فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ''۔(بدایۃ المجتہد جلد اول صفحہ ۲۰۵)

صاحب اوجز المسالک لکھتے ہیں:

''اَلْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ اِذَا اَفْطَرَتَا مَا ذَا عَلَیْھِمَا وَھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃُ لِلْعُلَمَاءِ فِیْھَا اَرْبَعَۃُ مَذَاھِبَ اَحَدُھَا اَنَّھُمَا یُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَیْھِمَا وَھُوَ مَرْوِیٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ''۔(اوجز المسالک شرح مؤطا مالک صفحہ ۳۷ جلد ۳۔بدایۃ المجتہد جلد اول صفحہ ۲۰۷)

وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ''۔(ترمذی کتاب الصوم باب الرخصۃ فی الافطار للحبلی و المرضع)

فدیہ کی مقدار کیا ہے؟ اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ: ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ﴾ (المائدہ آیت ۹۰)

پس اس اصول کو مدنظر رکھا جائے ۔البتہ امام ابوحنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی پونے دو سیر کے قریب بیان کیا ہے۔ اور یہ ایک فوت شدہ روزہ کا فدیہ ہوگا جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا

جائے جو روزہ رکھتا ہو۔ اصل مقصد مستحق نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ خود روزہ رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت، توبہ، استغفار، دعا، ذکر الٰہی اور خدمت دین کا التزام کفایت کرے گا۔

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۳۰/اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل کے بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اُس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

سوال: روزے رکھنے کے لئے جسے بطور فدیہ پیسے دیتے ہیں اسے پہلے سے کسی اور نے بھی فدیہ کے پیسے دے رکھے ہیں اصل حکم کیا ہے؟

جواب: یہ خیال غلط ہے کہ کسی کو پیسے دے کر روزے رکھوائے جائیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ معذوری روزے نہیں رکھ سکتا تو وہ ہر روزہ کے بدلہ کسی مسکین محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا اس کھانے کی قیمت ادا کرے۔ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے بدلہ میں وہ اس کی طرف سے روزہ بھی رکھے۔ اگر وہ نادار خود بیمار ہے، نابالغ یا ضعیف العمر ہے تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ لیکن اس کے باوجود اپنی محتاجی کے پیش نظر فدیہ لینے کا مستحق ہوگا۔ البتہ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اگر وہ روزے رکھتا ہے تو یہ امر مزید ثواب کا موجب یقیناً ہے لیکن یہ شرط لازم نہیں کہ اس کے بغیر فدیہ ادا ہی نہ ہو۔

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ رکھ کر توڑ دے وہ سخت گنہگار ہے۔ ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی پے در پے اسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور دہائی دینے لگا یا حضرت! میں ہلاک ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے کس نے ہلاک کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضور روزہ کی حالت میں میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ اگر ہو سکتا اور شہوانی جوش روک سکتا تو یہ غلطی ہی سرزد کیوں ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا۔ آپ نے فرمایا اٹھا لے اور اسے مسکینوں کو کھلا دے۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا: مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا، مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضور اُس کی لجاجت پر کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو کھلا دو۔

سوال: اگر کوئی شخص شدّتِ پیاس کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

جواب: اگر کوئی شخص شدّت پیاس سے مجبور ہو کر روزہ توڑ دے تو اس کے لئے اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کفارہ (فدیہ وغیرہ) ضروری نہیں ہوگا۔ کفارہ صرف ایسی صورت میں ضروری ہوتا ہے جب کہ انسان بغیر کسی عذر اور مجبوری کے جان بوجھ کر روزہ توڑ دے۔ ایسی حالت میں اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس غلطی کا کفارہ ادا کرے یعنی دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

سوال: خیال تھا کہ آج عید ہے۔ صبح آٹھ بجے ناشتہ کر کے عید گاہ گیا تو معلوم ہوا کہ عید تو کل ہے۔ میں نے اسی وقت سے روزہ کی نیت کر لی اور پھر شام تک کچھ نہ کھایا۔ کیا میرا روزہ ہو گیا؟

جواب: روزے کے لئے ضروری ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کچھ نہ کھایا جائے اور نیت روزے کی ہو۔ چونکہ دن کے وقت یہ سمجھتے ہوئے کھانا کھا لیا گیا کہ آج روزہ نہیں ہے اس لئے گناہ تو نہیں ہوا لیکن روزہ بھی نہیں ہوا۔ اس لئے اس کی قضاء ضروری ہے۔

سوال: کیا روزہ دار کے لئے ہر قسم کا ٹیکہ کروانا منع ہے؟ حکومت کی طرف سے جو ٹیکے لگوائے جاتے ہیں کیا روزہ دار وہ کروا سکتا ہے؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو وہ رمضان کے بعد تندرست ہونے پر روزے رکھے تو ایسی کونسی مجبوری ہے کہ رمضان میں بیمار ہونے کے باوجود روزے رکھے جائیں۔ ٹیکہ لگوانے کی اسی لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ایک شخص بیمار ہے یا ڈاکٹر کے نزدیک بیماری کی روک تھام کے لئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے یا حکومت بیماری کے انسداد کے لئے ٹیکہ لگوا رہی ہے اور بعد میں موقع نہیں ملے گا۔ ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پس روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یوں مسئلہ کے طور پر جلدی ٹیکہ مثلاً چیچک کے ٹیکہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انجکشن مثلاً Inter Muscular یا Intravenous ٹیکہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح انیما کروانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆......☆......☆

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسواک خشک و تر، آنکھوں میں دوائی ڈالنے، خوشبو لگانے، بلغم حلق میں چلے جانے، گرد و غبار حلق میں پڑ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دن کو لگانا مکروہ ہے۔ (الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء)۔

حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے۔

اسی طرح پچھنے لگوانے، قے کرنے، معمولی آپریشن کروانے، خوشبو یا کلوروفارم سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انہیں پسند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے اس قسم کی باتیں مکروہ ہیں۔ ان کے علاوہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، خوشبو لگانا، داڑھی یا سر میں تیل لگانا، بار بار نہانا، آئینہ دیکھنا، مالش کرانا، ان میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں۔ نہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنے یا زخم پر ٹنکچر آیوڈین لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا، کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

☆......☆......☆

روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا۔ اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگ اسے یاد نہ دلائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے کھلا پلا رہا ہے۔ پھر نہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اِذَا اَکَلَ الصَّائِمُ نَاسِیًا اَوْ شَرِبَ نَاسِیًا فَاِنَّمَا ھُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَلَا قَضَاءَ عَلَیْهِ وَلَا کَفَّارَۃَ"۔ (دارقطنی کتاب الصوم)

یعنی کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا۔ نہ اس پر قضاء ہے نہ کفارہ ہے۔ البتہ اگر کوئی غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضاء ضروری ہوگی۔ لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

سوال: کیا کسی حادثہ میں مریض کو خون دینے سے خون دینے والے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: صرف خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن چونکہ ایسا کرنے سے کمزوری ہو جاتی ہے اس لئے روزہ کھول دینا چاہئے۔ خون دینا چونکہ انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض اوقات ضروری ہے اور روزہ تو بعد میں بھی رکھنے کی اجازت ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے اس لئے خون دینا چاہئے۔ اور جو شخص محض روزے کے عذر سے اس انسانی خدمت سے محروم ہوتا ہے وہ کوئی نیکی کا کام نہیں کرتا۔

سوال: رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزے رمضان کے بعد مسلسل یا وقفہ کر کے رکھے جاسکتے ہیں؟

جواب: اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے رہ گئے ہوں تو بعد میں انہیں پورا کرنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل رکھے جائیں۔ وقفہ وقفہ کے بعد بھی رکھے جاسکتے ہیں خواہ ایک ایک کر کے رکھے۔

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعودؑ سے رشتۂ اخوت اور اطاعت قائم کرنا بیعت کی شرط ہے

تنگدستی اور خوشحالی ہر حالت میں امیر اور امام کی ا طاعت کرنا واجب ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۹ر ستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۹ر تبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

شرائط بیعت کا جو مضمون شروع کیا ہوا تھا اس میں آج آخری شرط جو ہے، دسویں شرط بیعت کی وہ بیان کروں گا۔ دسویں شرط یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اس شرط میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم سے اس بات کا عہد لے رہے ہیں کہ گو کہ اس نظام میں شامل ہو کر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا تعلق اور رشتہ قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ۔ اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں۔ ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔ پھر فرمایا کہ : یہ خیال دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو، کبھی مانو اور کبھی منواؤ کا اصول بھی چل جاتا ہے۔ تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ تم نے یہ اطاعت بغیر چون و چرا کئے کرنی ہے۔ کبھی تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہنے لگ جاؤ کہ یہ کام ابھی نہیں ہو سکتا، یا ابھی نہیں کر سکتا۔ جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کا کام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔ خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اور اللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔ تو قربانی کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔

بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔ غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا تا کہ لوگ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔ بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب الجہاد)

تو ایک تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نہ ماننے کا فیصلہ بھی فرد واحد کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ آگ میں کودنے کو تیار تھے کہ ہر حالت میں امیر کی اطاعت کا حکم ہے، انہوں نے سنا ہوا تھا اور یہ سمجھے کہ یہی اسلامی تعلیم ہے کہ ہر صورت میں، ہر حالت میں، ہر شکل میں امیر کی اطاعت کرنی ہے لیکن بعض صحابہ جو احکام الٰہی کا زیادہ فہم رکھتے تھے، آنحضرت ﷺ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب تھے، انہوں نے انکار کیا۔ نتیجۃً مشورہ کے بعد کسی نے اس پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی واضح طور پر اسلام میں حرام ہے۔ ابتدائی زمانہ تھا، بہت سے امور وضاحت طلب تھے اور اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے وضاحت فرما کر معروف کا اصول وضع فرما دیا کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں ، میں بتا دوں آج کل بھی اعتراض ہوتے ہیں کہ ایک کارکن اچھا بھلا کام کر رہا تھا اس کو ہٹا کر دوسرے کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔ خلیفۂ وقت یا نظام جماعت نے غلط فیصلہ کیا ہے اور گویا یہ غیر معروف فیصلہ ہے۔ وہ اور تو کچھ نہیں کر سکتے اس لئے سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ غیر معروف کے زمرے میں آتا ہے، خود ہی تعریف بنا لی انہوں نے۔ اس لئے ہمیں بولنے کا بھی حق ہے، جگہ جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے کا بھی حق ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی مَیں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے اور اطاعت کا معیار کیا ہے مَیں حدیثوں وغیرہ سے اس کی وضاحت کروں گا۔ ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولید کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالد بن ولید سے لے کر حضرت ابو عبادہؓ کے سپرد کر دی تھی۔ تو حضرت ابو عبادہ نے اس خیال سے خالد بن ولید بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں ان سے چارج نہ لیا۔ تو جب حضرت خالد بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں۔ مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ مَیں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں۔ اور مَیں اسی طرح آپ کے ماتحت کام کرتا رہوں گا جیسے میں بطور کمانڈر ایک کام کر رہا ہوتا تھا۔ تو یہ ہے اطاعت کا معیار۔ کوئی سرپھرا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ اس وقت غیر معروف تھا، یہ بھی غلط خیال ہے۔ ہمیں حالات کا نہیں پتہ کس وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ فرمایا یہ آپ ہی بہتر جانتے تھے۔ بہرحال اس فیصلہ میں ایسی کوئی بات ظاہراً بالکل نہیں تھی جو شریعت کے خلاف ہو۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی لاج بھی اللہ تعالیٰ نے رکھی اور یہ جنگ جیتی گئی اور باوجود اس کے کہ اس جنگ میں بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو دشمن کے فوجیوں کی تعداد ہوتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے آقا کی غلامی میں، ایسی غلامی جس کی نظیر نہیں ملتی، حکم اور عدل کا درجہ ملا ہے اس لئے اب اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور محبت سے ہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت اور محبت کا دعویٰ پھر کیا ہو سکتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی اتباع سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ سچ ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِیْمٌ﴾ (آل عمران :۳۲) تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ، فخر الانبیاء، خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا ۔سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے اور پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران :۳۲) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نُور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲۔۶۳)

پس اس محبت و عشق کی وجہ سے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ سے تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاک دل کو بھی اپنا عرش بنایا۔ (حفظ مراتب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ آئندہ بھی دلوں پر اترتا رہے گا۔ لیکن اب آنحضرت ﷺ کی محبت کا دعویٰ، آپؐ کامل اطاعت کا دعویٰ تبھی سچ ثابت ہوگا جب آپ کے روحانی فرزند کے ساتھ محبت اور اطاعت کا رشتہ قائم ہوگا۔ اسی لئے تو آپ فرما رہے ہیں کہ سب رشتوں سے بڑھ کر میرے سے محبت و اطاعت کا رشتہ قائم کرو تو تم اب اسی ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کی اتباع کرو گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو گے۔ آپ یہ بات یونہی نہیں فرما رہے بلکہ رسول خدا ﷺ خود ہمیں یہ بات فرما چکے ہیں جیسے کہ فرمایا کہ اگر مسیح اور مہدی کا زمانہ دیکھو تو اگر گھٹنوں کے بل جا کر تمہیں جانا پڑے تو میرا اسلام کہنا۔ اتنی تاکید سے، اتنی تکلیف میں ڈال کر یہ پیغام پہنچانے میں کیا بھید ہے، کیا راز ہے۔ یہی کہ وہ میرا پیارا ہے اور مَیں اس کا پیارا ہوں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ پیاروں تک پہنچ پیاروں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر تم میری اتباع کرنے والے بننا چاہتے ہو تو مسیح موعود کی اتباع کرو، اس کو امام تسلیم کرو، اس کی جماعت میں شامل ہو۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے ۔روایت ہے کہ خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب کو پاش پاش کرے گا یعنی صلیبی عقیدے کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا''۔ (اس زمانے میں جو آپ ہی کا زمانہ ہے اس کا رواج اٹھ جائے گا کیونکہ اس وقت مذہبی جنگیں نہیں ہوں گی۔ جزیہ کا رواج اُٹھ جائے گا۔) ''یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے''۔

(طبرانی الاوسط و الصغیر)

اس حدیث پر غور کرنے کی بجائے اور جنہوں نے غور کیا ہے، اس کی تہ تک پہنچے ہیں ان کی بات سمجھنے کے بجائے آج کل کے علماء اس کے ظاہری معنوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس طرح غلط راستے پر ڈال دیا ہوا ہے اور وہ طوفان بدتمیزی پیدا کیا ہوا ہے کہ خدا کی پناہ۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ڈھونڈتے ہیں، وہ ان سے نمٹ بھی رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی نمٹے گا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود منصف مزاج حاکم ہوگا جس نے انصاف کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرنی اور ایسا امام ہے جس نے عدل کو دنیا میں قائم کرنا ہے اس لئے اس سے تعلق جوڑنا، اس کے حکموں پر چلنا، اس کی تعلیم پر عمل کرنا کیونکہ اس نے انصاف اور عدل ہی کی تعلیم دینی ہے اور وہ سوائے قرآنی تعلیم کے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ تو آج کل اب لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صلیب کو توڑنے کے پیچھے چل پڑے ہیں کہ ہتھوڑے لے کر مسیح آئے گا اور صلیب توڑے گا۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ آنے والا مسیح اپنے آقا اور مطاع کی پیروی میں دلائل سے قائل کرے گا اور دلائل سے ہی صلیبی عقیدے کا قلع قمع کرے گا، اس کی قلعی کھولے گا۔ دجال کو قتل کرنے سے یہی مراد ہے کہ دجالی فتنوں سے امت کو بچائے گا۔ پھر چونکہ مذہبی جنگوں کا رواج ہی نہیں رہے گا اس لئے ظاہر ہے کہ جذیہ کا بھی رواج اٹھ جائے گا۔ اور پھر اس حدیث میں سلام پہنچانے کا بھی حکم ہے۔ اور مسلمان سلام پہنچانے کی بجائے آنے والے مسیح کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ ہی انہیں عقل دے۔

پھر ایک اور حدیث ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ کیوں ہمیں آپ سے اطاعت کا تعلق رکھنا ضروری ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے معبوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ معبوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔

(سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب فتنه الدجال و خروج عيسى بن مريم و خروج ياجوج و ماجوج)

تو اس حدیث میں بھی چونکہ سمجھنے کی ضرورت تھی، موٹی عقل کے لوگوں کو سمجھ نہیں آئی اور وہ ظاہری معنوں کے پیچھے چل پڑے۔ عجیب مضحکہ خیز قسم کی تشریح کرتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ خنزیر کو قتل کرنے خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع کرنا ہے۔ سوروں کی برائیاں، باقی جانوروں کی نسبت تو اب ثابت شدہ ہیں۔ تو وہی برائیاں جب انسانوں میں پیدا ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ ان کی صفائی انتہائی ضروری ہے۔ پھر یہ ہے کہ وہ مال دیں گے، مال تقسیم کریں گے۔ تو ذہن میں آیا کہ ابھی چند دن پہلے پاکستان میں علماء نے جلسہ کیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف، جماعت کے خلاف انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے ایک یہ بھی سوال اٹھایا کہ مسیح نے آ کر تو مال تقسیم کرنا تھا نہ کہ لوگوں سے مانگنا تھا۔ دیکھو احمدی (وہ تو قادیانی کہتے ہیں) چندہ وصول کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ جھوٹے ہیں وہ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ اب ان عقل کے اندھوں کو کوئی عقلمند آدمی سمجھا نہیں سکتا کہ مسیح جو روحانی خزائن بانٹ رہا ہے تم اس کو لینے سے بھی انکاری ہو چکے ہو۔ اصل میں بات یہی ہے کہ ان کی دنیا کی ایک آنکھ ہی ہے۔ اور اس سے آگے یہ لوگ بڑھ بھی نہیں سکتے۔ ان کا یہ کام ہے، ان کو کرنے دیں، پاکستانی احمدیوں کو زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے گند اور لغویات سن کر صبر دکھاتے ہوئے، حوصلہ دکھاتے ہوئے، منہ پھیر کر گزر جایا کریں۔ ان کے گند کے مقابلے میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی ہم اپنی ہار مانتے ہیں۔ ہم ان کے گند کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے ۔لیکن ایک بات بتا دوں، واضح کر دوں کہ ’جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے‘ اور جب خدا بولتا ہے تو مخالفین کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے ہوئے ہم نے دیکھے ہیں اور آئندہ بھی دیکھیں گے انشاء اللہ ۔ پس احمدی مسیح موعودؑ سے سچا تعلق قائم رکھیں اور دعاؤں پر زور دیں، ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں۔ تو ان حدیثوں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ آنے والا مسیح امام بھی ہوگا، حاکم بھی ہوگا، عدل و انصاف کا شہزادہ ہوگا تو اس سے تعلق ضرور جوڑنا اور اس حاکم اور امام کی حیثیت سے اطاعت بھی تم پر ضروری ہے اس لئے تمہاری بہتری کے لئے، تمہاری تربیت کے لئے یہ باتیں جو بتائی ہیں ان پر عمل کرو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے پیاروں میں بھی شامل ہو جاؤ اور خدا تعالیٰ کے قرب پانے والوں میں بھی شامل ہو جاؤ۔

اطاعت کے موضوع پر اب چند احادیث پیش کرتا ہوں جن سے اطاعت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

اورناخوشی، حلق تلفی اورترجیحی سلوک ،غرض ہرحالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کوسننااوراطاعت کرنا واجب ہے۔(مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جواسے پسند نہ ہوتو صبر سے کام لے کیونکہ جوشخص جماعت سے ایک بالشت بھی دورہوتاہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

پھرحضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایک ہاتھ پرجمع ہواورتمہاراایک امیر ہواور پھرکوئی شخص آئے اورتمہاری وحدت کی اس لاٹھی کوتوڑنا چاہے تا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تواسے قتل کردو۔یعنی اس سے قطع تعلق کرو اوراس کی بات نہ مانو۔(اس کے احکامات کو بالکل سنی ان سنی کردو)۔

(مسلم با ب حکم من فرق امر المسلمین هو مجتمع)

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گےاوراطاعت کریں گےخواہ ہمیں پسند ہو یاناپسند۔اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑانہیں کریں گے ،حق پر قائم رہیں گے یاحق بات ہی کہیں گے اوراللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سےنہیں ڈریں گے۔

(مسلم کتا ب الامارۃ باب وجود طاعة الامراء)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی اورنہ عذر۔اور جوشخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اورگمراہی کی موت مرا۔

پس آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے امام وقت کو مانا اوراس کی بیعت میں شامل ہوئے۔اب خالصتاً للہ آپ نے اس کی ہی اطاعت کرنی ہے ،اس کے تمام حکموں کو بجالانا ہے ورنہ پھرخدا تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلنے والے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہراحمدی کواطاعت کے اعلیٰ معیار پرقائم فرمائے اور یہ اعلیٰ معیارکس طرح قائم کئے جائیں۔یہ معیارحضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پرعمل کرکے ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کواپنادستورالعمل قرار دیتاہےاوراپنی ہمت اورکوشش کے موافق اس پرعمل کرتا ہے۔لیکن جومحض نام لکھا کرتعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا تو یادرکھے کہ خداتعالیٰ نے اس جماعت کوایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہےاورکوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھوانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔اس پرکوئی نہ کوئی وقت ایسا آ جائے گا کہ وہ الگ ہوجائے گا۔اس لئے جہاں تک ہوسکے اپنے اعمال کواس تعلیم کے ماتحت کرو جودی جاتی ہے۔

ایک اقتباس میں اپنی تعلیم کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ:’’فتنہ کی بات نہ کرو۔شرنہ کرو۔گالی پر صبرکرو۔کسی کا مقابلہ نہ کرو۔جومقابلہ کرے اس سے سلوک اورنیکی سے پیش آؤ۔شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔سچے دل سے ہرایک حکم کی اطاعت کروکہ خدا تعالیٰ راضی ہواوردشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کرکے یہ شخص وہ نہیں رہا جوکہ پہلے تھا۔مقدمات میں سچی گواہی دو۔اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اورساری جان سے راستی کا پابند ہوجاوے۔دنیاختم ہونے پرآئی ہوئی ہے۔‘‘(ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ۲۲۰۔۲۲۱)

اب یہاں جس طرح فرمایا آپ نے کہ فتنہ کی بات نہ کرو۔بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ صرف مزالینے کے لئے عادتاًایک جگہ کی بات دوسری جگہ جاکرکردیتے ہیں اوران سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتاہے۔مختلف قسم کی طبائع ہوتی ہیں ،جس کے سامنے بات کی اور بات بھی اس کے متعلق کی تو قدرتی طور پراس شخص کے دل میں اس دوسرے شخص کے بارہ میں غلط رنجش پیدا ہوگی جس کی طرف منسوب کرکے وہ بات کی جاتی ہے۔اوروہ بات اسے پہنچائی گئی ہےتو یہ رنجش گومیرے نزدیک پیدانہیں ہونی چاہئے۔ ایسے فتنوں کوروکنے کا بھی یہ طریقہ ہے کہ جس کی طرف منسوب کرکے بات پہنچائی گئی ہواس کے پاس جاکروضاحت کردی جائے کہ آیاتم نے یہ باتیں کی ہے یانہیں، یہ بات میرے تک پہنچی ہے اس طرح۔تو وہیں وضاحت ہوجائے گی اور پھرایسے فتنہ پیدا کرنے والے لوگوں کی اصلاح بھی ہوجائے گی۔تو بعض اس طرح بھی ہوتاہے کہ ایسےلوگ،فتنہ پیدا کرنے والے،خاندانوں کوخاندانوں سےلڑادیتے ہیں۔ توایسےفتنہ کی باتوں سے خودبھی بچواورفتنہ پیدا کرنے والوں سے بھی بچو۔اوراگر ہوسکےتوان کی اصلاح کی کوشش کرو۔پھرشرّ ایک تو براہ راست لڑائی جھگڑوں سے،گالی گلوچ سے پیدا ہوتاہے،اس سے فتنہ بھی پیدا ہوتاہے۔تو فرمایا کہ اگرتمہیں میرے ساتھ تعلق ہےاورمیری اطاعت کادم بھرتے ہوتو میری تعلیم یہ ہے کہ ہر قسم کے فتنہ اورشرّ کی باتوں سے بچو۔تم میں صبراور وسعت حوصلہ اس قدرہوکہ اگرتمہیں کوئی گالی بھی دے تو صبرکرو۔پھراس تعلیم پرعمل کرکےتمہارے لئے نجات کے راستے کھلیں گے ۔تم خداتعالیٰ کے مقربین میں شامل ہوگے۔کسی بھی معاملے میں مقابلہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔سچے ہوکرجھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔اور جومرضی تمہیں کوئی کہہ دےتم محبت پیاراورخلوص سے پیش آؤ۔ ایسی پاک زبان بناؤ،ایسی میٹھی زبان ہو،اخلاق اس طرح تمہارے اندر سے ٹپک رہاہوکہ لوگ تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔توتمہارے ماحول میں یہ پتہ چلے، ہرایک کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ احمدی ہے۔اس سے سوائے اعلیٰ اخلاق سے اورکسی چیزکی توقع نہیں کی جاسکتی۔تمہارے یہ اخلاق بھی دوسروں کوکھینچنے اورتوجہ حاصل کرنے کا باعث بنیں گے۔ اورپھر یہ ہوتاہے کہ بعض لوگ مقدمات میں ذاتی مفادکی خاطرجھوٹی گواہیاں بھی دےدیتے ہیں،جھوٹا کیس بھی اپنا پیش کردیتے ہیں۔تو فرمایا کہ تمہارا ذاتی مفادبھی تمہیں سچی گواہی دینے سے نہ روکے۔بعض لوگ یہاں بھی اوردوسرے ملکوں میں بھی بعض دفعہ باہرآنے کے چکرمیں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں،توان باتوں سے بھی بچو۔جوصحیح حالات ہوں اس کے مطابق اپنا کیس داخل کرواؤاوراس میں اگر ماناجاتاہےتوٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جائیں۔کیونکہ غلط بیانیوں کے باوجود بھی بعضوں کے کیس ریجیکٹ (Reject) ہوجاتے ہیں توسچ پرقائم رہتے ہوئے بھی آزماپردیکھیں انشاءاللہ فائدہ ہی ہوگا۔یااگرریجیکٹ ہوں گے بھی توکم ازکم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث تونہیں بنیں گے۔

پھرآپس میں محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

آپس میں اخوت ومحبت کو پیدا کرواوردرندگی اوراختلاف کوچھوڑدو۔ ہرایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہوجاؤ کیونکہ تمسخرانسان کے دل کوصداقت سے دورکرکے کہیں کا کہیں پہنچا دیتاہے۔آپس میں ایک دوسرے کےساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہرایک اپنے آرام پراپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔اللہ تعالیٰ سے سچی صلح پیدا کرلواوراس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ ہرایک آپس کے جھگڑے اورجوش اورعداوت کودرمیان میں سے اٹھادو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کرکے اہم اورعظیم الشان کاموں میں مصروف ہوجاؤ‘‘۔

پھرآپ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کوخداتعالیٰ سے سچاتعلق ہوناچاہئے۔اوران کوشکرکرناچاہئے خداتعالیٰ نے ان کو یوں ہی نہیں چھوڑا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کویقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا

SOUTHFIELDS SOLICITORS

FOR ALL YOUR LEGAL NEEDS

Telephone : Mr Hamid Iqbal on 020 8871 5007
Mobiles: 07 802 161 256 OR 077 0930 2077
3-9 Broomhill Road 202 Down House Wandsworth SW 18 4 JQ

FOR : CRIMINAL MATTERS : Mr Iqbal who is a Duty Solicitor and has over 34 years experience in Criminal Litigation.

FOR: Buying and selling houses, shops and businesses : Joseph or Rachel
FOR: Personal Injury; Family matters; Rachel/Salima
FOR: Will and Probate : Hamid Iqbal

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

نشان دکھائے ہیں‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ: کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کہہ سکے کہ مَیں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو۔اوراس نے خداتعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے،خداتعالیٰ پر سچا یقین اورمعرفت پیدا ہو،نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہوکیونکہ اگر سستی ہوتو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے۔چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت الی الخیر کے لئے جوش نہ ہوتو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔

اس شرط بیعت میں جودسویں شرط چل رہی ہے ۔حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنے سے اس قدر تعلق جس کی مثال کسی دنیاوی رشتے میں نہ ملتی ہو پراس قدرزور دیا ہے ۔جس کی وجہ بھی صرف اورصرف ہماری ہمدردی ہے۔ہمیں تباہ ہونے سے بچانے کے لئے آپ نے فرمایا ہے کیونکہ سچا اسلام صرف اورصرف آپ کو ماننے سے مل سکتا ہے اور اپنے آپ کو ڈوبنے سے بچانا ہے تو لازماً ہمیں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی میں سوار ہونا ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں:

میری طرف دوڑو کہ وقت ہے کہ جوشخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کواس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جوعین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔لیکن جوشخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اورکوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اوراس کا ظل جس کواس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اوراس کی بہت تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔(دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۳)۔کیونکہ آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا دعویٰ ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’غرض اس بیعت سے جومیرے ہاتھ پر کی جاتی ہے دوفائدے ہیں ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اورانسان خداتعالیٰ کے وعدہ کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے۔دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اورانسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔یادرکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خداتعالیٰ کی رضا مقصود ہوکیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی ؎ شب تنور گذشت وشب سمور گذشت۔دنیا اوراس کے اغراض اورمقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اوراس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۴۵)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اورتم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جوخداتعالیٰ کی رحمت سے جوتم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہواوراپنی زندگی،اپنا آرام،اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جوکچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کروگے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبور سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔میرا دوست کون ہے؟ اورمیرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔مجھے کون پہچانتا ہے صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔مگر جن کی فطرت کواس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اورکریں گے۔جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کوچھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جومجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جوشخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جوشخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔جومجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اورقزاقوں اوردرندوں سے اپنی جان بچائے گا۔مگر جوشخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کوموت درپیش ہے۔اوراس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کوچھوڑتا ہے اورنیکی کواختیار کرتا ہے اورکجی کوچھوڑتا اورراستی پر قدم مارتا ہے اورشیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اورخداتعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ہرایک جوایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اورمیں اس میں ہو۔مگرایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کوخداتعالیٰ نفس مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہوجاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خداتعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے اورایک تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استوی اس کے دل پر ہوتا ہے‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دل پر اپنا عکس قائم کرتا ہے)

’’تب پرانی انسانیت اس کی جل کرایک نئی اور پاک انسانیت اس کوعطا کی جاتی ہے اورخداتعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہوکر نئے اورخاص طور پراس سے تعلق پکڑتا ہے اوربہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کومل جاتا ہے‘‘۔(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴۔۳۵)

اللہ تعالیٰ ہم سب کوحضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے کئے ہوئے تمام عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اورآپ کی تمام شرائط بیعت پر ہم مضبوطی سے قائم رہیں،آپ کی تعلیم پرعمل کرتے ہوئے ہم اپنی زندگی کو بھی جنت نذیر بنادیں اوراگلے جہان کی جنتوں کے بھی وارث ٹھہریں۔اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔آمین۔

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔لندن)

اسپرین اورآئی بیوپروفن کے بارہ میں تحقیق کی تصدیق

کچھ عرصے پہلے مَیں نے اسپرین اورآئی بیو پروفن کے بارہ میں ذکر کیا تھا کہ اسپرین کے دل پر مثبت اثر کو یہ دوا کس طور پر ردّ کرتی ہے۔لیکن یہ حقیقت ضمنی طور پر سامنے آئی تھی۔چنانچہ سات ہزار سے زیادہ مریضوں پر مشتمل ایک تحقیق خاص اس بات کو ثابت یا ردّ کرنے کے لئے تشکیل دی گئی۔یہ ایسے مریض تھے جو ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۷ء تک ہسپتالوں سے ڈسچارج کئے گئے۔بعد داخلہ ہارٹ اٹیک یا فالج یا انجائنا یا خون کی شریانوں کے تنگ ہونے سے پیدا ہوجانے والی بیماریاں۔ان سب مریضوں کو اسپرین مستقل کھانے کے لئے کہا گیا تھا۔ ان میں سے کئی مریضوں نے بعدازاں مختلف وجوہات کی بناپر (مثلاً سردرد،جوڑوں کا درد وغیرہ) آئی بیوپروفن بھی استعمال کی۔تحقیق کے مطابق ایسے مریضوں کی شرح اموات دوگنی تھی بہ نسبت ان مریضوں کے جو صرف اسپرین لیتے رہے اورآئی بیوپروفن کی ضرورت نہ پڑی۔جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ یہ منفی اثر صرف اس دوا سے ہے اوراس کی قسم کی اوردوائیوں میں فی الحال اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔خصوصاً Diclofenac، Viox اور پیراسیٹامول کو اسپرین کے ساتھ ملاکر کھانے سے اسپرین کے مثبت اثر پرکوئی منفی اثر نہیں پڑتا۔

ڈپریشن کے بارہ میں ایک تصحیح

ایک کالم میں ڈیپریشن کے علاج کے بارہ میں ذکرکرتے وقت مَیں نے لکھا تھا کہ علاج کی میعاد کم ازکم چھ ماہ ہونی چاہئے۔مگرڈاکٹرشمیم احمد صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ یہ چھ ماہ کا عرصہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب مریض کوعلاج شروع کرنے کے بعد ڈپریشن کی کوئی علامت باقی نہ رہے۔جب یہ حالت پہنچ جائے تو تب چھ ماہ مزید دوالینی ہے تاکہ ڈپریشن جڑ سے اکھاڑی جاسکے۔مکرم ڈاکٹر صاحب کے اس نقطہ سے مکمل اتفاق ہے اوران کے توجہ دلانے کا شکریہ۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے ایک درخواست

بعض خریداران اپنے ایڈریس کی تبدیلی کو ہمارے ٹیلیفون پر ریکارڈ کروا دیتے ہیں جس سے اکثر اوقات ایڈریس صحیح نہیں سمجھا جاسکتا۔ خریداران سے درخواست ہے کہ ٹیلیفون کی بجائے اپنا نیا ایڈریس فیکس کے ذریعہ یا ای میل کے ذریعہ بھجوائیں۔تاکہ آپ کا اخبار وقت پر آپ کومل جایا کرے۔(مینجر)

تراجم کتب کے متعلق ضروری اعلان

ایسے احباب جوحضرت مسیح موعودعلیہ السلام یا جماعت کی کسی بھی کتاب کا ترجمہ کسی زبان میں کر رہے ہیں یا کرچکے ہیں اوراس کی اطلاع وکالت تصنیف لندن کونہیں دی گئی،ان سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس بارہ میں فوری طور پر تفصیل سے خاکسار کومطلع فرمائیں تاکہ مزید ہدایات دی جاسکیں۔

اگرکسی کتاب کا ترجمہ اجازت کے ساتھ کیا جارہا ہے تب بھی مطلع فرمائیں اورجس خط کے ذریعہ اجازت دی گئی تھی،اس کی فوٹو کاپی بھی بھجواکرممنون فرمائیں۔خاکسار

منیرالدین شمس۔ایڈیشنل وکیل التصنیف

"Islamabad" 2 - Sheephatch Lane - Tilford, Surrey GU10 2AQ U.K.

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کا مؤلفہ

قاعدہ یسرنا القرآن اور نئی طرز کتابت

(سید محمد خیر البشر۔ کینیڈا)

قریب سو برس پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور حیات میں بے شمار غیر معمولی واقعات اور کام ہوئے۔ان میں سے قاعدہ یسرنا القرآن کی تصنیف اور یسرنا القرآن والی نئی طرز کتابت کا رائج ہونا اپنی شان وشوکت اور خدمات میں بے مثل ہیں۔مَیں کئی دہائیوں سے ان دونوں نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہوں۔قریب تین دہائیوں سے قاعدہ یسرنا القرآن میرا روزمرہ کا معمول ہے۔قاعدہ یسرنا القرآن اپنے خدوخال ،شکل و شباہت ، اشتہار، دیباچہ،اسباق، ہدایات برائے اساتذہ اور وصیت کے مضامین پر مشتمل جوں کا توں قائم ہے۔نسل در نسل مفید اور مقبول رہتے ہوئے قاعدہ ھٰذا نے وہ وابستگی،عقیدت اور مقام حاصل کیا کہ اس کے عقیدت مند کسی دیگر قاعدہ کو جانچنے ، پرکھنے بلکہ دیکھنے کو تیار نہیں۔میرا خیال ہے کہ اس قاعدہ میں موجود علمی، تدریسی اور تفریحی خزانے عام آنکھوں سے اوجھل ہیں۔قاعدہ کی صدسالہ جوبلی کے موقع پر مَیں اپنے جذبات تشکر اور تحدیث نعمت کے لئے یہ مضمون آپ کی نذر کر رہا ہوں۔

ذکر واقعات

صدی دو صدی پہلے برصغیر ہندوستان میں صرف بغدادی رسم الخط اور بغدادی قاعدہ مشہور ومقبول اور مستعمل تھے۔پھر یوں ہوا کہ خوش قسمت حضرت پیر منظور محمد مرحوم مؤلف قاعدہ یسرنا القرآن نے بغدادی کتابت اور بغدادی قاعدہ پر پڑھنے پڑھانے والوں کی ایک مشکل یا دشواری کو دریافت کیا اور دونوں کو، تلاوت سیکھنے اور سکھانے والوں کے لئے ، غیر آسان اور غیر دوستانہ قرار دیا۔انہوں نے تحریر کیا کہ اس سسٹم پر تلاوت سیکھنے والوں کو اپنے سبق اور عبارتیں ’’طوطے کی طرح‘‘ رٹنی پڑتی ہیں جو قریب حفظ کے ہوتا ہے۔انہوں نے چاہا کہ اس مشکل یا دشواری کو دور کیا جانا چاہئے۔

مؤلف قاعدہ خوش نصیب تھے کہ خداوند کریم نے انہیں مذکورہ مشکل یا دشواری کا علاج کرنے اور اسے دور کرنے کی نیت،غور وفکر، ہمت اور تدبر نصیب کیا۔ ورنہ بہت سے مسلمان اور بھی تھے جنہوں نے اس مذکورہ مشکل کو محسوس تو کیا مگر اس کے ساتھ عمر گزار گئے۔

حضرت پیر صاحب کو خداوند کریم نے ایک ’’نئی طرز کتابت‘‘ مذکورہ مشکل یا دشواری کے علاج کے طور پر عطا فرمائی ۔پیر صاحب نے بغدادی رسم الخط میں دشواری بلکہ غلطیوں کے امکان کو اور اپنی ایجاد کردہ طرز کتابت میں واضح آسانی اور درستی کو ’’بین طور پر ظاہر کرنے کے لئے‘‘ چند مثالیں اپنے عربی قاعدہ کے دیباچہ میں درج کی ہیں۔میری درخواست ہے کہ ان مثالوں کو پھر سے دیکھا جائے تا کہ حضرت پیر صاحب کے لئے تشکر کے جذبات پھر سے نمودار اور بیدار ہوں۔بیدار بخت حضرت پیر صاحب کے قاعدہ کو اور ان کی نئی طرز کتابت کو اہل قادیان نے دیکھا، جانچا اور عملی افادیت کو پرکھا۔جب دونوں کو مفید اور موزوں پایا تو جماعت احمدیہ عالمگیر نے بطور ایک ماڈرن سہولت اور الٰہی احسان کے قبول کیا اور رائج کیا۔چنانچہ بفضل خدا دور دور تک لوگ باگ اس قاعدہ اور نئی طرز کتابت سے فیضیاب ہونے لگے۔قرآن مجید کا سیکھنا، پڑھتے رہنا اور پڑھانا آسان ہوگیا۔

قرآن شریف

قاعدہ ہذا میں پیر صاحب نے لکھا ہے کہ انہیں باوجود بہت تلاش کے ایسا قرآن شریف کوئی نہیں ملا جس میں اعراب کو اپنے اپنے حروف کے ساتھ رکھنے کا التزام کیا گیا ہو۔چنانچہ انہوں نے اس التزام اور احتیاط کے ساتھ اپنی کتابت پر قرآن شریف لکھنے کا مشکل اور لمبا کام شروع کیا۔

خداوند کریم کی عطا کردہ توفیق اور اس کے فضل ورحم کے ساتھ ان کے لکھے سیپارہ جات ایک ایک کر کے طبع ہونے شروع ہوئے ۔آخرکار ایک آسان تر طرز کتابت میں قرآن شریف بنی نوع انسان کو نصیب ہو گیا ۔بلاشبہ آج تک یہی نسخہ قرآن آسان ترین ہے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس پر ماشاءاللہ بجا فخر ہے۔

عربی کا قاعدہ

مرحوم مغفور حضرت پیر صاحبؓ کا دوسرا بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر ہندوستان میں موجود اردو دان مسلمان خاندانوں اور ان کے بچوں کے لئے قاعدہ یسرنا القرآن ترتیب وتدوین کیا۔ان کی تدریسی صلاحیتوں کی تعریف میں چند کلمات درج ذیل ہیں۔

❁......عربی کی بجائے قاعدہ ھٰذا میں ذریعہ تعلیم وتدریس اردو ہے۔ ہدایات برائے اساتذہ ، دیباچہ، اشتہار، دیگر مضامین اور وصیت سب کے سب سلیس اُردو میں تحریر ہیں۔

❁......عربی حروف تہجی کے نام اور تلفظ التزاماً مقامی اردو حروف کے تلفظ مثلاً بے ، تے ، ٹے ، فے کے مطابق کرنے کی ہدایت درج ہے۔

❁......اسی طرح عربی اعراب کو عربی ناموں سے روشناس کروانے کی بجائے مقامی اُردو ناموں مثلاً کھڑی زبر، کھڑی زیر اور الٹی پیش کہلوا کر گزارا کیا گیا۔

❁......قاعدہ ھذا میں ارادتاً اردو سلیس الفاظ اور فقرہ جات شامل کئے گئے ہیں تا کہ اردو دان طبقہ اس سے مانوس رہے اور راغب رہے۔

❁......پیر صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق قاعدہ ھٰذا کو پڑھ کر اُردو پڑھنا بچے کے لئے نہایت آسان ہو جاتا ہے۔مَیں نے خود قاعدہ یسرنا القرآن کے بعد تیزی سے اُردو پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

تلاوت کے قواعد

قاعدہ یسرنا القرآن کا کورس مکمل ہے، ترتیب موزوں ہے ، قواعد کی اُردو زبان نہایت مناسب اور سلیس ہے جو آج تک بوڑھی اور بوسیدہ نہیں ہوئی ہے۔چند مثالیں آپ کی یادوں کو تازہ کرنے کے لئے پیش خدمت ہیں۔

۞......حروف کی کل اشکال: ہر عربی حرف کی چاروں اشکال ، یعنی اس کی مفرد شکل اور لفظوں کے شروع میں ، درمیان میں اور آخر میں واقع ہونے کی اشکال سکھانے کے بعد بعض حروف کی دیگر شکلیں بھی سکھائی گئی ہیں۔

۞......جزم: (قاعدہ نمبر ۹) جس حرف پر جزم واقع ہو، اس کے ساتھ اس سے پہلے حرف کو ملا دیا کرو۔استثناء قاعدہ نمبر ۳۲ میں دیکھیں۔

۞......خالی حرف: (قاعدہ نمبر ۱۹) ’’خالی حرف نہیں بولتا‘‘۔

استثناء: ہاں مگر وہ خالی الف بولتا ہے جس سے پہلے زبر والا حرف ہو اور بعد میں کوئی جزم والا حرف نہ ہو۔(استثناء کا استثناء قاعدہ نمبر ۳۵ میں مذکور ہے)

۞......تنوین: (قاعدہ نمبر ۲۵)۔’’تنوین کے بعد جب حرف مشدد آئے تو بجائے دو زبر کے ایک زبر، بجائے دو زیر کے ایک زیر اور بجائے دو پیش کے ایک پیش سمجھو۔

استثناء: جب تنوین کے بعد کا حرف مشدّد ’ی‘ یا ’وٗ‘ ہو تو ملاتے وقت تنوین کو مکمل دو زبر، دو زیر اور دو پیش ہی سمجھو۔

۞......ادغام: (قاعدہ نمبر ۳۲)۔قاعدہ نمبر ۹ کے برعکس جزم والے حرف کے بعد اگر تشدید والا حرف نظر آ جائے تو جزم کو چھوڑ کر تشدید والے حرف کے ساتھ ملاؤ۔

۞......نون قطنی: (قاعدہ نمبر ۳۵)۔نون قطنی سے پہلے کا خالی الف، جس سے پہلے اگرچہ زبر والا حرف بھی ہو تو بھی یہ خالی الف نہیں بولتا۔یعنی قاعدہ نمبر ۱۹ کا استثناء ہے۔لہٰذا خالی الف سے پہلے والے زبر والے حرف کو لمبا نہ کرو۔

۞......وقف کرنا: (قاعدہ نمبر ۳۷)۔ اگر کسی متحرک حرف کے مابعد وقف کی کوئی علامت آ جائے تو متحرک حرف کی زبر، زیر، پیش کو معدوم سمجھ کر اس کے ساتھ اس سے پہلے والے حرف کو ملا کر متحرک حرف کو ساکن کر دو۔

☆......علاوہ ازیں اگر متحرک حرف گول ۃ ہو اور مابعد وقف کی کوئی علامت آجائے تو ’ۃ‘ کی بجائے ’ہ‘ سمجھی جائے گی اور ’ہ‘ پڑھی جائے گی۔

☆......اگر ایک زبر والے حرف کے بعد خالی الف ہو اور مابعد وقف کی کوئی علامت آجائے تو وہ الف ویسے ہی بولے گا۔یعنی زبر سے ملا کر بولے گا، گویا وقف کا کچھ اثر نہ ہوگا۔

☆......مگر اگر دو زبر والے حرف کے بعد خالی الف ہو اور مابعد وقف کی علامت آجائے تو وہ الف تو بولے گا اگرچہ ’دو‘ کی بجائے صرف ایک زبر پڑھی جائے گی۔دو زبر کے بعد خالی ’ی‘ ’الف‘ سے بدل جائے گی۔

نوٹ: اگر کسی کو یہ قواعد غیر آسان، غیر منطقی اور غیر دوستانہ دکھائی دیں تو مَیں اسے باور کراتا ہوں کہ بغدادی قاعدہ کے مقابلہ میں یہ آسان ،منطقی اور دوستانہ ہیں۔

۞......قاعدہ کے فوائد:

باعث دلچسپی ہوگا اگر حضرت پیر صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق قاعدہ یسرنا القرآن کے چند فوائد بھی حاضر خدمت کئے جائیں۔

❁......قاعدہ یسرنا القرآن نے استادوں کی دردسری اور مغزخوری اور غصّہ کے جلے بھنے رہنے کی تکلیف دور کردی ہے۔قاعدہ ھذا نے ان کے لئے کام کو پہلے سے بہت آسان کردیا ہے۔بہت سا کام جو استادوں کو کرنا پڑتا تھا یہ قاعدہ خود کرتا ہے۔

❁......قاعدہ بغدادی کے کئی نقائص اور کمزوریوں کی وجہ سے بچوں پر ایک بڑی مصیبت نازل تھی، ناواقف استاد غصہ میں بھر کر بچے کی کھال تک ادھیڑ دیتے تھے۔قاعدہ یسرنا القرآن نے ان تمام خرابیوں کو دور کردیا ہے۔اور بچے اس مار سے جو ناجائز طور پر انہیں پڑتی تھی محفوظ کردیا ہے۔

❁......بجائے کئی سال کے صرف چھ ماہ میں بچے قرآن کریم پڑھ لیتے ہیں۔ چار ماہ میں باقاعدہ ختم ہوجاتا ہے۔باقی دو ماہ میں قرآن شریف بچے سے سن لیں۔

❁......اس قاعدہ کو پڑھ کر اُردو پڑھنا بچے کے لئے نہایت آسان ہوجاتا ہے۔

❁......اس قاعدہ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ﴾ کے ایک پہلو کی صداقت کو ثابت کردیا ہے۔آیت مذکورہ میں ایک پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ قرآن شریف کا پڑھنا مشکل سمجھیں گے لیکن لوگوں کے اس خیال کو باطل کردیا جائے گا۔

میرے شاگرد اس زمانہ میں قرآن شریف کا پڑھنا مشکل سمجھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ان کے اس خیال کو کب تک باطل کردیا جائے گا؟ تاہم چونکہ اس زمانہ (۱۹۰۴ء) میں قاعدہ ھذا کے ذریعہ سے ان لوگوں کے خیال کو باطل ثابت کردیا گیا تھا اور خداوندی پیش گوئی پوری ہوئی اس لئے اس قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھا گیا تھا۔

مَیں ایک تمثیل عرض کرتا ہوں ۔بغدادی سسٹم پر کسی نئے اناڑی کا تلاوت سیکھنا ایسے ہے جیسے ایک اناڑی دو پہیے والی سائیکل کی سواری سیکھے۔ جبکہ یسرنا القرآن سسٹم پر ایسے ہے جیسے ایک اناڑی تین پہیے والی موزوں سائز کی سائیکل پر سواری سیکھے۔پھر نہ غلطی کرے اور نہ سائیکل سے گرے۔

اب ایک تجربہ عرض کرتا ہوں۔ یسرنا القرآن سسٹم پر تلاوت سیکھنے والے طلباء حسب ضرورت بعد میں بغدادی اور دیگر عربی رسم الخط پر رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ یسرنا القرآن سسٹم پر تلاوت سیکھنے والے دیگر رسم الخطوط پر نا کام رہتے ہیں۔ بات ضرورت اور نیت کی ہے۔

اب ایک اندازہ پیش خدمت ہے۔ بغدادی سسٹم پر پڑھے کامیاب طلبا میں سے جتنے فی صد (رضا کار) استاد قرآن شریف پڑھانے والے پیدا کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ فی صد رضا کار استاد، یسرنا القرآن سسٹم پر پیدا ہوتے ہیں اور یہ محض برکت خداوندی ہے۔

اتنے فوائد کی موجودگی، یسرنا القرآن سسٹم کے عقیدت مندوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سو سالہ محفوظ و مفید اور مقبول قاعدہ کو بہترین قاعدہ قرار دیں۔

......تراجم:

گزشتہ سو برس سے حضرت پیر صاحب کی کتابت قرآن شریف اور قاعدہ یسرنا القرآن نے اپنی عملی افادیت اور مقبولیت کے جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔

چند دہائیوں سے قاعدہ میں موجود اساتذہ کے لئے اُردو ہدایات کے تراجم قاعدہ یسرنا القرآن کے عربی اسباق کے ساتھ لگا کر دیگر زبانوں میں خدمت کر رہے ہیں۔ اب دیس دیس میں قاعدہ یسرنا القرآن کی یہ عبارت با آواز بلند پڑھی جا رہی ہے۔ ''یہ عربی قاعدہ ہے+عبارت اُردو کی ہے+آہاہا''۔

......ارشاد خداوندی:

مؤلف قاعدہ یسرنا القرآن حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے خاص اہتمام سے ارشاد خداوندی کا ذکر کیا۔ پھر اس پیشگوئی کو ایک بار پھر سے پورا ہونے کو ثابت کیا اور اس پر اپنی تالیف کا نام'' قاعدہ یسرنا القرآن'' رکھا۔ یہ ان کا انعام تھا جس کے لئے قرآن کے خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا تھا۔

ابتدائے قرآن اور آغاز اسلام کے وقت عربی تحریریں اور عبارتیں رموز اوقاف، اعراب، شدہ، جزم بلکہ نقطہ جات سے عاری اور خالی تھیں۔ عربوں کو ایسی عربی عبارت کے پڑھنے میں ہرگز کوئی دِقت یا مشکل نہ تھی۔

مابعد کی تمام صدیوں میں قرآن شریف کی عبارتوں کو ہم جیسے غیر عرب، غیر عربی دان مسلمانوں کی خاطر آسان سے آسان تر بنایا گیا۔ یہی دستور اور سلسلہ آئندہ بھی ارشاد خداوندی کی سچائی کی خاطر جاری رہے گا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی حفاظت جاری رہے گی۔

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی قرآن شریف کے لئے عظیم خدمات اور ہم جیسوں پر بے انتہا احسانات کے اجر بے حساب کے لئے، ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے خاکسار کی دلی دعائیں جاری وساری ہیں۔

❁❁❁❁

قرآن شریف معارف وحقائق کا ایک دریا اور پیشگوئیوں کا سمندر ہے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

قاعدہ یسرنا القرآن کے خطاط اور موجد

کتاب "Introduction to Quranic Script" کے مصنف مکرم ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں:

'' یسرنا القرآن کے خطاط اور موجد صحابیؓ تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے استاد تھے...... پہلے تو ان کا قاعدہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہوا۔ پھر ہر شخص نے چوری کر کے چھاپا۔ اس کے بعد ہند اور پاکستان میں نسخ کا معیار ہی یسرنا القرآن کا خط بن گیا۔ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے اپنی خطاطی کے اصول قاعدے کے سرورق کے آخری صفحے پر درج کر دئے تھے اور چونکہ خطاط تھے، مؤرخِ خطاّطی نہیں تھے اس لئے اپنی اختراع اور ایجاد کی خوبیوں کو خود بھی نہیں سمجھا سکے۔ اپنی تعریف کرنا ان کا کام بھی نہ تھا۔ اُن کا درجہ ابن مقلہ، یاقوت اور ابن البواب سے کم نہیں۔ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ ﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴾ اور ﴿عَلَّمَ بِالْقَلَمْ﴾ کی ظاہری تفسیر تھے۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ قرآن کے معنے اور روح کو آسمان سے واپس لائے اسی طرح حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے غیر عرب مسلمانوں کے لئے قرآن کا رسم الخط بدل دیا اور وہ خط جو قاعدہ بغدادی کے جَانَ، جُونَ، خَانَ، خُونَ نے'' نا قابل پڑھ'' بنا دیا تھا اسے نیا حسن دیا اور آسان بنایا۔'' یسرنا القرآن'' چونکہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اس لئے زبان پر چڑھ گیا مگر منظور محمد صاحبؓ کا نام کس کو یاد ہے؟ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے بزرگوں کے حالات بڑی محنت اور عقیدت سے جمع کئے.......... مَیں نے اپنے بچپن میں پیر صاحب کو دیکھا تھا۔ روئی کا کنٹوپ پہنا کرتے تھے اور ابا جی سے پر لطف باتیں کرتے تھے.......... مَیں نے رسم الخط کی تاریخ میں حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کے رسم الخط کا بھی ذکر کیا ہے صفحہ ۱۲۵ پر اور اس کو مَیں نے با قاعدہ منظوری نسخ کا نام دیا ہے۔ تبصرہ نگاروں نے خاص کر Journal of the Royal Asiatic Society of Gt.Britain کے تبصرہ نگار Prof.Adam Gacek نے اس نام کو قبول کر لیا ہے''۔

(ماخوذ از کتاب ''خطوط امام بنام غلام''۔ مؤلفہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید۔ یکے از مطبوعات لجنہ اماء اللہ۔ لاہور)

آئیوری کوسٹ میں جماعتی سرگرمیاں
دابو (Dabou) کے مقام پر جلسہ یوم والدین
ریجن گراں بسم میں خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

(رپورٹ:۔ رافع احمد تبسّم۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

آبی جان سے ۴۵ کلومیٹر کی مسافت پر نئی قائم ہونے والی جماعت'' دابو'' Dabou میں ۳ر ستمبر بروز اتوار جلسہ یوم والدین کا انعقاد ہوا۔ یہ جماعت گزشتہ سال ہی قائم ہوئی تھی۔ مکرم ابوبکر ودراگو صدر جماعت کی قیادت میں تمام افراد جماعت نے مسجد کی تزئین و صفائی کا کام احسن طریق پر سرانجام دیا۔

مکرم باسط احمد صاحب مربی سلسلہ کے علاوہ مکرم قاسم طورے صاحب، مکرم یونس صاحب سیکرٹری آڈیو ویڈیو اور خاکسار اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد بچوں نے قصیدہ کے اشعار سنائے۔ صدر جماعت دابو نے استقبالیہ خطاب میں احباب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جو مسیح موعود اور امام الزماں ہیں اور احادیث کے مطابق ایمان کو ثریّا ستارہ سے واپس لائیں گے اس پر ہمارا پورا ایمان ہے اور ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں۔ نماز عصر کے بعد محترم باسط احمد صاحب نے تربیت اولاد کے موضوع پر خطاب کیا اس کا جولا زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعدہٗ مکرم قاسم طورے صاحب نے'' احمدیت نے ہمیں کیا دیا'' کے عنوان سے خطاب کیا۔ پھر سیکرٹری صاحب اصلاح و ارشاد نے مختصر خطاب کیا۔ مکرم باسط احمد صاحب نے جلسہ کے بعد اختتامی دعا کروائی اور احباب جماعت کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ اس جلسہ میں ۱۵۰ر اطفال و ناصرات اور ۲۵۰ خدام و انصار اور ۷۵ر لجنات نے شرکت کی۔ اس طرح کل حاضری ۴۷۵ رہی۔ الحمدللہ

❁❁ ❁❁

مجلس خدام الاحمدیہ ریجن گراں بسم (Grand Bassam) کا سالانہ اجتماع

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریجن گراں بسم کے خدام کو اپنا دوسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۵، ۶ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ بمقام سامو (Samou) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

صدر خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ مکرم عبداللہ ودراگو صاحب Mr.Abdullah vidrago کی قیادت میں ریجن کے خدام نے دو ماہ قبل ہی اجتماع کی تیاری شروع کر دی تھی۔ وقار عمل کے ذریعہ مقام اجتماع کی صفائی اور تزئین کا کام کیا گیا۔ ریجن کی تمام مجالس کو سرکلرز کے ذریعہ اطلاعات دی گئیں اور علاقہ کے معززین کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔

۵ ستمبر بعد از نماز مغرب وعشاء صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی زیر صدارت اجتماع کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد صدر مجلس نے ظہور امام مہدیؑ کے عنوان پر حاضرین مجلس سے خطاب کیا۔ اس کے بعد ریجنل مشنری مکرم ابو القاسم طورے صاحب نے 'احمدیت یعنی حقیقی اسلام' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حاضرین مجلس کے سوالات کے تسلّی بخش جوابات دئے۔ یہ دلچسپ اجلاس رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں کثیر تعداد غیر از جماعت اور غیر مسلم احباب کی تھی۔

دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز نماز فجر اور درس قرآن سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اس تقریب میں مہمان خصوصی Mr.Kodjo تھے جو کہ ریجن ساؤتھ کومے کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ ورزشی مقابلہ جات میں دوڑ ۴۰۰ میٹر، اطفال کی ۲۰۰ میٹر ہوئی اور سائیکل ریس کے مقابلے ہوئے۔

اس دن کے دوسرے اجلاس میں مکرم باسط احمد صاحب قائمقام امیر و مشنری انچارج نے خدام الاحمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور اطاعت خلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد Mr.Kodjo وائس پریذیڈنٹ ریجنل کونسلر نے اپنے مختصر خطاب میں بانیٔ خدام الاحمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا اور خدام الاحمدیہ Samou کی سرگرمیوں کو سراہا۔ بعدہٗ محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ نے اسلام میں صلح اور آشتی کی اہمیت کے موضوع پر جامع خطاب کیا۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔ اسی روز دوپہر منتخب ہونے والی ٹیموں کے درمیا فٹ بال میچز ہوئے۔ اور فائنل میچ JNASO FC اور Ollove fb کے درمیان کھیلا گیا۔ یہ میچ Fc Jnaso کی ٹیم نے ۳ کے مقابلہ میں ۵ گول سے جیت لیا اور انعامی کپ کی حق دار قرار پائی۔ تقسیم انعامات اور دعا کے بعد اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اس اجتماع میں ۸ مجالس کے ۶۵۰ خدّام اور ۳۲۵ اطفال اور ۵۰۰ سے زائد غیر از جماعت احباب مرد وخواتین نے شرکت کی۔ اس طرح کل حاضری ۱۴۷۵ سے زائد رہی۔ الحمدللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک اثرات پیدا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بینن (مغربی افریقہ) کے ڈیپارٹمنٹ آف اوئیمے میں

اطفال وناصرات کی

دس روزہ خصوصی تربیتی کلاس کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر - مبلغ بینن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جونہی بچوں کی تربیت پر خطبہ ارشاد فرمایا تو ملک بنین کے مربیان نے امیر جماعت مکرم حافظ احسان سکندر صاحب کی رہنمائی میں اطفال کی تربیتی کلاسز کے انعقاد کی پلاننگ کی جس کے مطابق ڈیپارٹمنٹ آف اوئیمے (Oueme) کے انچارج مربی مکرم مرزا انوارالحق صاحب نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جو کلاس منعقد کی اس کی مختصر مگر دلچسپ رپورٹ درخواست دعا کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔

یہ ڈیپارٹمنٹ بنین کے دارالحکومت پورٹونووو کے شمال مشرق میں ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر نشیبی علاقہ کی ۱۶ جماعتوں پر مشتمل ہے جن میں سے اکثر دیہی جماعتیں ہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں مختلف مقامات پر جماعت احمدیہ نے ۶ مساجد تعمیر کی ہیں۔

مورخہ 11 سے 20 ستمبر 2003 تک محترم امیر صاحب کی مفید رہنمائی کے مطابق مکرم مرزا انوارالحق صاحب مبلغ سلسلہ نے یہاں ۱۰ روزہ تربیتی کلاس کا پروگرام بنا کر جماعتوں کو تیار کیا۔ مگر معینہ تاریخوں سے پہلے موسم برسات میں ہونے والی بارشوں کی وجہ سے یہ نشیبی علاقہ پانی کی لپیٹ میں آ گیا۔ اب یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اس پروگرام کو مزید التوا میں رکھا جاتا مگر جماعتوں کی تیاری اور ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ کے تحت مزید Planning کرکے اس ڈیپارٹمنٹ کو کلاس کے لئے ۲ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ ''اگیا گودا'' میں دو جماعتوں سے ۷۶ اطفال و ناصرات نے شرکت کی ۔جبکہ دوسرے سنٹر ''دامے واگوں'' میں تیس اطفال و ناصرات نے شرکت کی یعنی اس ڈیپارٹمنٹ کے کل ایک صد چھ اطفال و ناصرات کی تربیتی کلاس منعقد ہوئی جو قبل ازیں بنین میں ہونے والی ہر کلاس سے تعداد اور عرصہ تربیت کے لحاظ سے بڑھ چکی تھی۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ)

بینن میں منعقدہ تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے اطفال و ناصرات اپنے بزرگوں کے ساتھ

کلاس کے آغاز کا منظر بھی بڑا ہی دلکش تھا کہ اس علاقہ کے وہی لوگ جو کبھی پانی آجانے کی وجہ سے عام مسافت بھی چھوڑ بیٹھتے تھے اس کلاس کیلئے نہ صرف خود آئے بلکہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کشتیوں کے ذریعہ اس کلاس تک پہنچایا۔ ان بچوں میں سب سے بڑا بچہ ۱۴ برس کی عمر کا تھا جبکہ سب سے کم عمر صرف اڑھائی سال کا۔ اس دس روزہ کلاس کے اختتام پر اس اڑھائی سالہ بچے کو مکمل اذان اور اسکے بعد کی دعا، وضو کا طریق اور اس کے بعد کی دعا کے علاوہ نماز سادہ، دُرود شریف تک یاد ہونے کے ساتھ ساتھ دینی معلومات کا حصہ اپنی نہایت ہی کمسنی عمر کے لحاظ سے کافی حد تک یاد ہو چکا تھا۔

مربی سلسلہ مکرم مرزا انوارالحق صاحب نے کلاس کے نصاب کو تین حصوں (یعنی قرآن کریم، نماز اور دینی معلومات) میں تقسیم کیا اور وہاں کے لوکل معلمین مکرم الفا توفیق صاحب مکرم الفا یوسف اور مکرم الفا حکیم صاحب سے تدریس میں تعاون لیا۔ یاد رہے کہ اس ماحول میں الفا کا لفظ لوکل معلم کیلئے بولا جاتا ہے جو سنٹرل مشنری کے معاونین کے طور پر بھی فرائض سرانجام دیتے ہیں اور جماعتوں میں نظام کو سنبھالنے میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

بہرحال اس کلاس میں نماز کے نصاب کے ذریعہ پنجوقتہ نماز، نماز جمعہ، عیدین اور نفل نمازوں کی ادائیگی سکھانے کے ساتھ ساتھ اذان اور اس کے بعد کی دعا، مساجد کے آداب اور وضو کا طریق اور دعا بھی سکھائی گئی۔ وضو کے طریق کیلئے عملی طور پر ہر نماز سے پہلے بچوں کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرکے لائنوں میں بٹھا کر وضو کروایا جاتا اور پیار سے ہر ایک کی غلطی بھی درست کروائی جاتی رہی۔

اس طرح قرآنی نصاب کے ذریعہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے آداب نیز قرآنی تعلیمات کے بارہ میں عمومی بنیادی معلومات اور ہدایات بھی ذہن نشین کروائی گئیں۔

پھر دینی معلومات کے نصاب کے ذریعہ سے اسلام و احمدیت کی تاریخی اور جماعتی نظام کے متعلق بنیادی معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ کلاس کا ہر دن یوں گزرتا کہ صبح تہجد اور پانچوں نمازوں میں بچے اپنی قیام گاہ مشن ہاؤس سے مسجد تک (جو تقریباً سات منٹ کی پیدل مسافت ہے) لائنوں کی صورت میں آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے صل علیٰ اور نظموں کے ترنم میں آتے۔ پھر فجر کے بعد درس ہوتا اور بعد ازاں کھانا اور پھر تدریسی پروگرام دوپہر گیارہ بجے تک جاری رہتا۔ جس کے بعد دوپہر کا کھانا اور ظہر کے بعد عصر تک جماعتی وڈیو پروگرام بچوں کو دکھائے جاتے رہے۔ پھر عصر تا مغرب کوئی نہ کوئی کھیل ہوتا جس میں بچے حصہ لیتے۔ نماز مغرب کے بعد کھانا اور نماز عشاء کے بعد پھر ایک گھنٹہ کی کلاس میں سارے دن کی تدریس کی دھرائی کروا کے رات ۹:۰۰ بجے سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں دہرانے کے بعد بچے سو جاتے۔

باقی امور کے ساتھ ساتھ کھانے اور کھیل میں بھی انتظامیہ خود شامل ہوکر انہیں آداب سکھاتی رہی۔ طعام کے حوالے سے خاص طور پر ہمارے شکریہ کی مستحق وہ ۱۲ صدرات لجنہ بھی ہیں جو اپنی اپنی جماعتوں کے بچوں کو ساتھ لائیں اور دس دن تک کلاس کے ساتھ ساتھ تینوں وقت انہوں نے ہی ملکر وہیں تمام بچوں اور انتظامیہ کیلئے کھانا بھی تیار کیا اور تقسیم کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ فجزاھن اللہ احسن الجزاء۔

کھانے میں چاول اور مچھلی کے علاوہ یہاں کے روائتی کھانے یام اور پت اور گاری بھی دی جاتی رہی۔

کلاس میں صدرات لجنہ کی شمولیت اس خاص مقصد کیلئے بھی رکھی گئی تھی کہ وہ نصاب اور تربیت کے طریق سیکھ کر پھر اپنے اپنے حلقوں میں جاکر ماؤں کی عمدہ تربیت کریں تاکہ پھر تربیت یافتہ ماؤں کی گود میں پلنے والے بچے جماعت کے لئے مفید وجود بن کر سامنے آئیں۔

دوران کلاس دو عمدہ پہلو یہ بھی سامنے آئے کہ ہر طفل نے حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط تحریر کیا اور پھر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنی جیب خرچ سے چندہ بھی دیا۔

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

اس کلاس کے آغاز سے قبل کامیابی کیلئے حضور انور کی خدمت اقدس میں محترم مربی سلسلہ مرزا انوارالحق صاحب نے دعائیہ خط بھی تحریر کیا تھا۔ اور یہی یقین ہے کہ اس کلاس کا بخیر وخوبی انجام پذیر ہونا اور بعض نہایت ایمان افروز واقعات کا پیش آنا محض حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہیں۔

ہوا یوں کہ کلاس کے آغاز میں ہی پہلے ہی دن اس ڈیپارٹمنٹ کے ایک اَوجنانفو نامی گاؤں کا امام مسجد جو پہلے بھی مبلغ سلسلہ مرزا انوارالحق صاحب کے زیر تبلیغ تھا کلاس کی کارروائی میں شریک ہوا۔ تین چار دنوں میں ہی اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس تربیتی کلاس کے حسن انتظام سے متاثر ہوکر پہلے خود بیعت کی اور پھر گھر گیا اور اپنے تین بچوں سمیت واپس آکر بیعت میں انہیں بھی شامل کروادیا اور یہ سب آخری دن تک تربیتی کلاس میں شریک ہوکر سیکھتے رہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک)

اسی طرح ایک دوسرے گاؤں کیسونو کے امام مسجد محمد نامی کا واقعہ ہے جو کسی زمانہ میں جماعت کے

تربیتی کلاس میں بچیوں نے مختلف مقابلوں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

سخت مخالف تھے ۔وہ کلاس کے افتتاح میں شامل ہوئے اور دو دنوں میں ہی بچوں کو دینی تعلیم سیکھتے اور احمدیوں کو اس قسم کے پروگرام منعقد کرتے دیکھ بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہوگئے اور بتایا کہ ہمارے پاس ۱۰ سال پہلے احمدیہ مشنری مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی کے دور میں اس طرح احمدیت آئی تھی کہ تشریف لائے اور تبلیغ کی ۔نیز ہمیں وفات کے بعد کی رائج غلط رسومات کی نفی سیرت نبی اکرم ﷺ سے بتائی ۔اسی طرح بغیر نکاح کے شادی کا اسلام میں کسی قسم کا تصور نہ پائے جانے کے بارے میں بتایا تو ہم نے انکی مخالفت کی تھی ۔اب جبکہ کچھ عرصہ قبل ہم میں سے ایک آدمی کو سعودی عرب جانا نصیب ہوا تو واپس آکر اس نے بتایا کہ جو کچھ اس احمدیہ مشنری نے کہا تھا وہاں پر بالکل اسی طرح ہو رہا ہے ۔اور اصل اسلام احمدیوں کے پاس ہے ۔ہم ایک سال سے آپ لوگوں کو ڈھونڈنے کی کوشش میں تھے ۔ اس کلاس کا علم ہوا ،تو ہمارے گاؤں کے ۱۵ امام ہیں ان سب نے ملکر مجھے نمائندہ بنا کر تحقیق کیلئے بھیجا ہے کہ جاؤ دیکھو کہ جس اسلام کا تصور اُس احمدی مشنری نے دیا تھا اور ہم نے سعودیہ میں پایا ہے اگر وہی ان میں موجود ہے تو بتاؤ ، چنانچہ میں ان دو دنوں کی کاروائی سے تسلی پاتا ہوں اور احمدیت قبول کر کے جاتا ہوں ۔ہم میٹنگ کر کے آپ کو بتائیں گے ۔آپ اس پروگرام کے مطابق ہمارے ہاں تشریف لائیں اور تبلیغ کریں ہم انشاءاللہ آپکی باتیں ضرور سنیں گے ۔

تیسرا تائیدالٰہی کا نشان یوں ظاہر ہوا کہ اگبا گودو کے چیف جو کہ عیسائی تھے ۔ باقاعدگی کے ساتھ اس کلاس میں حاضر ہوتے رہے اور نمازیں بھی باقاعدگی سے ادا کرتے رہے ۔آخر پر کہنے لگے کہ اب میں نے صحیح عملی اسلام دیکھا ہے لہٰذا میں ہر وقت جماعت کی خدمت پر مستعد رہوں گا ، کیونکہ صرف جماعت احمدیہ میں ہی عملی قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ آج تک ہم نے نہ کسی عیسائی مشنری کو اور نہ ہی کسی اسلام کے وائیٹ مین (White man) مبلغ کو دیکھا ہے جو ان جنگلوں میں آیا ہو جہاں نہ بتی نہ دیا اور نہ ہی پینے کا معقول پانی جہاں سے خور و نوش کی اشیاء بھی اس موسم میں ۱۰ ۔۱۰ میل کے فاصلے تک ملنی محال ہوں وہ ہمارے ساتھ ہمارے ہی ماحول میں رہ کر ہمیں دین کا علم سکھائے ۔یہ امتیاز صرف اور صرف احمدی مشنریز (مبلغین) کو ہی حاصل ہے ۔

الغرض یہ کلاس خلافت کی دعاؤں کے نتیجہ میں ملنے والے غیر معمولی تائیداتِ الٰہیہ کے نشانات دیکھتی اور روز بروز کلاس میں شاملین کے ایمانوں کو تازہ کرتی ، حمد و ثناء کے گیت گاتی جب اپنے اختتام کو پہنچی تو 20 ستمبر 2003ء کی اختتامی تقریب میں تمام بچوں کے والدین اور لوکل احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا ۔ یہ تقریب اگبا گودو کے ایک سکول میں منعقد ہوئی جسے خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا ۔تقریب میں 250 افراد کی نفری تھی جن میں ایک گاؤں گانگبان کے بادشاہ کنگ سُنزے صاحب ، جو گذشتہ سال اپنے 600 معتقدین کے ساتھ حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے تھے ، بھی تشریف لائے ہوئے تھے ۔انہوں نے اس کلاس کیلئے اپنے گاؤں سے 25 اطفال و ناصرات بھی بھیجے تھے اور دوران کلاس اپنے نمائندے بھیج کر بچوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے تھے ۔انہوں نے اس تقریب میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے برملا جماعت کی قربانیوں اور اخلاص کی تعریف کی اور بار بار ایسے پروگرام تشکیل کرنے کو کہا ۔انہوں نے اپنا گھر اور مکان کے برآمدہ کو مسجد کیلئے پیش کیا اور کہا کہ یہ جو بچے سیکھ کر جا رہے ہیں ان میں ایک ہمارا امام بنا دیا جائے جو ہمارے گھر میں نماز پڑھایا کرے ۔

اس اختتامی تقریب کی صدارت سنٹر سے محترم امیر صاحب کے دورۂ ماریشس پر جانے کی وجہ سے نائب امیر صاحب مکرم عیسیٰ داؤد صاحب نے کی اور مختلف دینی پروگرام پیش کرنے والے اطفال و ناصرات میں انعامات اور اسناد تقسیم کیں اور دعا کے ساتھ اس کلاس کا اختتام کیا ۔

قارئین سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے دیرپا مثبت نتائج نکالتا چلا جائے اور آئندہ کی تربیتی کلاسوں کیلئے اسے پیش خیمہ بنائے اور ہمیں ہر احمدی کو اسلام و احمدیت کے زیر سایہ خلافت سے اپنا دامن وابستہ کئے رکھنے اور اسکی برکات سے متمتع ہونے کی تادم آخر توفیق دیتا چلا جائے ۔(آمین ثم آمین)

❁❁❁❁

جماعت احمدیہ سویڈن کے
بارہویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ مرتبہ آغا یحییٰ خان مبلغ سلسلہ سویڈن)

امسال جماعت احمدیہ سویڈن کو مورخہ 13۔14 ستمبر کو دو روزہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق ملی ۔مکرم عبداللطیف انور صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے مکرم مامون الرشید صاحب کو افسر جلسہ سالانہ اور خاکسار آغا یحییٰ خان کو افسر جلسہ گاہ مقرر فرمایا ۔مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے اپنی ٹیم ترتیب دینے کے بعد میٹنگز شروع کر دی اور بہت محنت سے جلسہ کی تیاری شروع کر دی ۔

جلسہ کے جملہ انتظامات کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ان تمام ناظمین کو ان کی ذمہ داریاں مختلف میٹنگز میں بتائی گئیں اور بار بار انتظامات کے بارے میں رپورٹ حاصل کی جاتی رہی ۔جلسہ سالانہ سے 2 ہفتے قبل معززین شہر کو خصوصی دعوت نامے مکرم امیر صاحب کی طرف سے بھیجے گئے جن میں ملک کی سیاسی شخصیات ، پروفیسرز ، ڈاکٹرز اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے بااثر لوگ شامل ہیں ۔اسکے علاوہ پریس سے رابطہ کیا گیا ان کو جماعت کا تعارف بھیجا گیا اور دعوت دی گئی ۔

امسال جلسہ سالانہ سے ایک دن قبل مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیلِ اعلیٰ تحریکِ جدید کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا ۔عشائیہ میں یونیورسٹی آف گوتھن برگ کے موازنہ مذاہب کے دس پروفیسرز اور دیگر معززینِ شہر نے شرکت کی ۔یہ مجلس انگریزی زبان میں منعقد کی گئی ۔تمام مہمانانِ کرام نے جماعت کا تعارف سننے کے بعد مکرم وکیلِ اعلیٰ صاحب سے سوالات کئے جن کا احسن رنگ میں جواب دیا گیا ۔آخر پر مہمانوں کی پاکستانی کھانے سے تواضع کی گئی ۔اس مجلس کے انعقاد میں مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب نے بھرپور تعاون کیا ۔فجزاہُ اللہ احسن الجزاء ۔

جلسہ کے لئے مردانہ جلسہ گاہ مسجد کی نچلی منزل اور زنانہ جلسہ گاہ مسجد کی اوپر والی منزل پر رکھا گیا ۔دونوں جلسہ گاہوں کو بڑی محنت ،عمدگی اور خوبصورتی سے سجایا گیا ۔جلسہ گاہ کے باہر مسجد کے احاطہ میں 2 پولز پر جماعت احمدیہ اور سویڈن کے جھنڈے لہرانے کے لئے لگائے گئے ۔متعدد وقارِ عمل کر کے مسجد کے اندرونی اور بیرونی حصوں کی اچھی طرح صفائی کی گئی اور مسجد کے اندرونی حصوں میں مختلف بینرز لگائے گئے ۔سمعی بصری کی ٹیم نے مل کر یہ انتظام کیا تھا کہ مردانہ جلسہ گاہ کی ساری کارروائی زنانہ جلسہ گاہ میں بھی پروجیکٹر کے ذریعے براہ راست بڑی سکرین پر دیکھی گئی ۔

جلسہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی رہائش کا انتظام مقامی احبابِ جماعت کے گھروں میں کیا گیا اور کچھ احباب کی رہائش کا انتظام مشن ہاؤس میں کیا گیا ۔جلسہ کے انعقاد سے دو دن قبل ہمسایہ ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی ۔ہمارے اس جلسہ میں اللہ کے فضل سے ڈنمارک ، ناروے ، انگلستان ، پاکستان اور کینیڈا سے نمائندگان جماعت نے شرکت کی ۔اس کے علاوہ ہمارے اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب تھے اور لندن سے مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب کو مدعو کیا گیا ۔

حسبِ پروگرام جلسہ کا آغاز ٹھیک گیارہ بجے صبح لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب سے ہوا ۔مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کا جھنڈا مکرم عبد اللطیف انور صاحب مکرم امیر صاحب سویڈن نے سویڈن کا نیشنل جھنڈا لہرایا ۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ کا خصوصی پیغام جماعت احمدیہ سویڈن کے نام پڑھ کر سنایا ۔بعد ازاں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے جلسہ کی برکات اور نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا تمام تقاریر کا ساتھ ساتھ سویڈش زبان میں ترجمہ بھی حاضرین کے لئے پیش کیا جاتا رہا ۔

دوسرا اجلاس ٹھیک تین بجے بعد نماز ظہر وعصر مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب کی زیرِ صدارت شروع ہوا تلاوت قرآنِ کریم و نظم کے بعد ’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ‘‘ کے موضوع پر مکرم محمد مقصود باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے تقریر کی اس کے بعد ’’اسلام میں نظریہ جہاد‘‘ (بزبان سویڈش) مکرم عامر منیر چوہدری صاحب نے تقریر کی اور اس اجلاس کی آخری تقریر خاکسار (آغا یحییٰ خان مبلغ سلسلہ سویڈن) نے ’’ آنحضرت ﷺ کا مکّی دور‘‘ کے عنوان سے کی ۔

جلسہ سالانہ سویڈن کے دوسرے دن کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد سے ہوا جو مکرم مقصود احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے پڑھائی جس میں احباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی ۔نمازِ فجر کے بعد مبلغ سلسلہ نے درسِ قرآن دیا ۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس حسبِ پروگرام ٹھیک گیارہ بجے بجے تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ زیر صدارت مکرم مولانا حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ پولینڈ شروع ہوا ۔مکرم عبدالکریم لون صاحب نے بعنوان ’’مقام و برکاتِ خلافت‘‘ (بزبان سویڈش) تقریر کی اس کے بعد ’’سیرت صحابہؓ حضرت مسیحِ موعود ؑ‘‘ مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مبلغ سلسلہ نے تقریر کی اور اس اجلاس کے اختتام پر صدرِ مجلس مکرم حامد کریم محمود صاحب نے بہت اہم موضوع پر خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا ’’موجودہ زمانے کی بے چینی کے اسباب اور اسلامی تعلیم‘‘ کے موضوعپر خطاب کیا ۔

حسبِ پروگرام ہمارے جلسے کے دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ٹھیک وقت پر تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا ۔اس اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے کی ۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ نے سویڈش زبان میں خطاب کیا ۔اس اجلاس میں سویڈن کی علمی اور سیاسی شخصیات بھی موجود تھیں ۔اس موقع پر مکرم وسیم احمد ظفر صاحب نے معزز مہمانوں کا تعارف کرایا اور انہیں سٹیج پر دعوت دی اس کے بعد صدرِ مجلس مکرم وکیلِ اعلیٰ صاحب نے حاظرین سے خطاب فرمایا آخر پر مکرم امیر صاحب نے تمام شاملین کا اور کارکنان جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور بہت سی دعاؤں کے ساتھ حاضرین کو رخصت کرنے سے قبل مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے الوداعی دعا کرائی جس کے ساتھ ہمارا یہ بابرکت جلسہ اختتام کو پہنچا ۔

❁❁❁❁❁❁❁

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں ۔
(مینیجر)

جماعت احمدیہ ماریشس کے

جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء کا بابرکت انعقاد

کنگ آف پراکو اور دیگر سرکردہ افراد کی شمولیت

(رپورٹ:۔ ڈاکٹر بشریٰ خان۔ ماریشس)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ماریشس کا جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء ستمبر کی ۱۲، ۱۳، ۱۴ تاریخ کو اپنے روایتی اخلاص اور تنظیم سے انتہائی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ احمدیہ مرکز دارالسلام سے قریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت نے ایک وسیع زمین جلسہ کے مقصد سے خرید رکھی ہے جہاں ہر سال جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

غیر ملکی نمائندگان

اس سال مغربی افریقہ کے ملک بینن (Benin) کے بادشاہ اکپا کی ڈاگبرا (Akpaki D'agbara.II) مہمان خصوصی تھے۔ انکے ہمراہ امیر صاحب بینن مولانا حافظ احسان سکندر صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ان کے علاوہ فرانس، برطانیہ، مڈگاسکر، روڈرگز، ملائشیا، جرمنی اور کینیڈا سے بھی نمائندگان تشریف لائے۔ مکرم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ کے بعد دوبارہ ماریشس تشریف لائے۔ جلسہ کی حاضری قریباً ۲۵۰۰ تھی۔

تیاری جلسہ

جمعرات کی شام کو امیر صاحب تمام غیر ملکی نمائندگان کے ہمراہ جلسہ گاہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ امیر صاحب نے کارکنان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے تاکید کی کہ جلسہ کے دنوں میں بالخصوص مسکراہٹ، باہمی تعاون اور رواداری کو اپنائیں اور جھگڑے سے گریز کریں۔

جلسہ کا پہلا دن

نماز جمعہ کے بعد قومی پرچم اور لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد جلسہ کے لئے بھجوائے گئے خصوصی پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے پر براہ راست خطبہ جمعہ دکھایا گیا۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد لجنہ کی طرف کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد امیر صاحب بینن مولانا حافظ احسان سکندر صاحب نے ''اسلام اور احمدیت بینن، نائیجر، ٹوگو اور ساؤٹومے وغیرہ میں'' کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ ان علاقوں میں خدا کے فضل سے احمدیت بہت اعجازی رنگ میں پھیل رہی ہے اور ان تبلیغی مہموں میں بینن کے بادشاہ 'اکپا کی ڈاگبرا' کے خصوصی تعاون کو سراہا۔

ان کے بعد بینن کے بادشاہ 'اکپا کی ڈاگبرا' نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور کہا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا مصداق آپ کے سامنے کھڑا ہوں کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑے کا تبرک فریم شدہ اور ساتھ فریج میں تحریر شدہ پیشگوئی کے الفاظ حاضرین کو دکھایا جو انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحفہ دیا تھا۔ نیز انہوں نے اپنے ہاتھ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحفۃً دی ہوئی انگوٹھی بھی حاضرین کو دکھائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے لجنہ سے خطاب کیا اور تربیت اولاد کی طرف توجہ دلائی۔

سٹیٹ ہاؤس ماریشس میں قائمقام صدر مملکت ماریشس سے ملاقات کے موقع پر دائیں سے بائیں
مکرم امیر صاحب ماریشس، قائمقام صدر مملکت ماریشس، کنگ آف پراکو، مکرم امیر صاحب بینن نمایاں ہیں

جلسہ کا دوسرا دن

صبح ساڑھے نو بجے بچوں کے اجلاس کا آغاز ہوا جس میں ماریشس کے تمام علاقوں کے بچوں کی نمائندگی تھی۔ بچوں نے نظمیں اور قصیدہ بھی پیش کیا۔ مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب اور ان کے ہمراہ ان کے ایک پرانے ماریشن غیر مسلم دوست نے بھی بچوں کے اجلاس میں شمولیت کی۔ غیر مسلم مہمان نے بچوں کو بتایا کہ آج سے کوئی ۳۰ برس قبل ماریشس میں ایک علاقہ میں نسلی فساد ہوئے جس میں کافی توڑ پھوڑ کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اور مولانا منیر رضا کارانہ طور پر لوگوں کے گھروں کی ٹوٹی کھڑکیوں کے شیشے مرمت کرتے تھے اور یہ امن عامہ کا کام آج تک یادگار ہے۔

نماز ظہر اور عصر کے بعد تلاوت اور نظم کے ساتھ اگلے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مختار دین توجو صاحب نے ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضورؒ کی ہجرت، مباہلہ، تحریرات اور ایم ٹی اے جیسے کارناموں کا تذکرہ کیا۔ ان کے بعد مبارک سلطان غوث صاحب نے ''اسلام ایک پر امن مذہب ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مختلف ممالک کے نمائندگان نے خطاب کیا۔ اجلاس کے آخر میں مکرم رامجان صاحب نے ''آنحضرت ﷺ کے عجز و انکسار'' پر تقریر کی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد منعقدہ اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد ''خدا اپنا خلیفہ کیسے چنتا ہے'' کے اہم موضوع پر مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے نہایت عالمانہ تقریر کی جس کا انداز بیان بہت ہی دلنشین اور ذہن نشین ہونے والا تھا۔ سنت رسولؐ، تاریخ اسلام اور قوانین قدرت کی برجستہ مثالوں کے ذریعہ انہوں نے اس اہم مضمون پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ نبی اور خلیفہ دونوں کو در حقیقت خدا ہی چنتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اول صفت رحمانیت کے تحت ہوتا ہے اور دوسرا صفت رحیمیت کے تحت۔ خلیفہ کے انتخاب میں شوریٰ کے ممبران کے دل تصرّف الٰہی کے تحت سب سے زیادہ متقی شخص کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ایسے وقت میں خدا کثرت سے خوابوں اور بشارتوں کے ذریعہ انتخاب میں حصہ لینے والوں کے دلوں کی خصوصاً راہنمائی فرماتا ہے۔ انہوں نے مزید توضیح کرتے ہوئے بیان کیا کہ پہاڑی علاقوں میں اگنے والے خودرو درخت اور وہ درخت جو کسان بیج ڈال کر اپنے کھیت میں اُگاتا ہے حقیقت میں ان درختوں کو دونوں صورتوں میں پالنے والا ربّ العالمین ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں کوئی وسیلہ نہیں بنا اور دوسری صورت میں کسان کو خدا نے وسیلہ بنایا۔ یہی رحمانیت اور رحیمیت میں فرق ہے۔ اجلاس کے اختتام پر مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب نے ''خلافت کی برکات'' پر مفصل تقریر کی۔ اور خلافت احمدیہ کی تاریخ کے شروع سے اب تک معاندین کے اعجازی طور پر عبرتناک انجام اور خلافت حقہ کی کامیابیوں کا ذکر کیا۔

جلسہ کا تیسرا دن

جلسہ کا اختتامی اجلاس صبح نو بجے شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم امیر صاحب ماریشس نے تقریر کی جس میں بتایا کہ تربیت اور اصلاح نجی دائرہ سے شروع ہونی چاہیے۔ آپ نے بندے اور خدا کے تعلق کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ملک کو جب بھی ضرورت پڑے گی تو احمدی رضا کار خدمت اور قومی جذبے میں ہمیشہ پیش پیش ہونگے۔

اجلاس کے اختتام پر ماریشس کے معزز مہمانوں نے خطاب کیا۔ سابق نائب وزیر اعظم لیبر پارٹی سرفتکم بولل نے خطاب کیا اور مولانا اسمٰعیل منیر صاحب سے اپنی پرانی دوستی کا ذکر کیا۔ روز ہل اور بیو باسیاں کے میئر نے جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور سوشل تعاون کی تعریف کی۔ ممبر پارلیمنٹ سکا رام صاحب نے اپنی پہلی ملازمت بطور ٹیچر احمدیہ ٹریننگ کالج ماریشس میں شروع کرنے کا بہت احترام سے ذکر کیا اور کہا کہ گویا اس کی برکت سے آج میں زندگی کے اس مقام پر ہوں۔

جلسہ سالانہ ماریشس کے موقع پر مکرم امیر صاحب ماریشس سٹیج پر بعض مہمانوں کے ساتھ

آخر میں اجتماعی دعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ۔ جلسہ کے بعد غیر ملکی نمائندگان کو ماریشس کے حسین قدرتی نظاروں کی سیر کرائی گئی اور اس دوران کچھ تربیتی پروگراموں کا بھی موقع ملا۔

بینن کے بادشاہ نے ماریشس کے قائمقام صدر مملکت سے ملاقات کی۔ ماریشس ٹیلی ویژن نے اپنی خبروں میں جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء کا ذکر کیا اور پریس میں بھی کوریج ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء جلسہ کو اپنی بے پناہ رحمتوں سے نوازے۔ آمین

❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

بورکینافاسو میں احمدیت کا آغاز

بورکینافاسو کا مطلب ہے "عزت دار لوگوں کی سرزمین"۔ اس ملک کا پرانا نام اپروولٹا تھا۔ یہاں ۱۹۵۱ء میں احمدیت کا پودا لگا جسے غانا کی جماعت کی کوششیں پروان چڑھاتی رہیں اور بہت سے تعلیم یافتہ افراد بھی احمدیت میں داخل ہوئے اور سرکاری طور پر جماعت رجسٹرڈ بھی ہوگئی۔ ۱۹۹۰ء میں مکرم محمد ادریس شاہد صاحب کو یہاں جانے کا ارشاد ہوا۔ اس حوالہ سے آپکا ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶/جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ جب مجھے بورکینافاسو جانے کا حکم ملا تو مَیں آئیوری کوسٹ میں فرانسیسی زبان سیکھ رہا تھا۔ ویزا لے کر بورکینافاسو کے دارالحکومت واگادوگو کے ایئرپورٹ پر اُترا تو چھ سات احباب استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ایک مکان پہلے سے کرایہ پر لیا جاچکا تھا جس میں ایک پلنگ اور ایک پیڈسٹل فین موجود تھا۔

ہمارے ایک معلّم کی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ مَیں نے پلنگ اور پنکھا اُنہیں دیدیا اور خود دوسرے کمرہ میں چٹائی بچھالی۔ معلّم صاحب چند لکڑیاں اور کیل لائے جن کو ترتیب دے کر ایک میز بنالی اور اُس پر چادر ڈال لی۔ ہمسایوں سے ایک کرسی اور دو بنچ عاریۃً لے کر دفتر کا آغاز کردیا۔

شہر بھر میں چند گھر احمدی تھے اور باقی احمدیت کے نام سے بھی بے خبر تھے۔ ہمارے پاس دو پرانے موٹر سائیکل تھے جو اتنے کمزور تھے کہ چھوٹی موٹی چڑھائی پر بھی جواب دے جاتے۔ تاہم ہماری ہمت جوان تھی اس لئے پہلے تبلیغی سفر کا آغاز کیا تو پانچ سو کلومیٹر سے زائد سفر کیا اور اللہ تعالیٰ نے تین صد سے زائد پھل عطا کئے۔

بورکینافاسو کا پہلا جلسہ سالانہ ۸،۹ مارچ ۱۹۹۰ء میں منعقد ہوا جس میں پچاس مخلصین نے شرکت کی۔ اس موقع پر بورکینافاسو میں پہلی دفعہ لوائے احمدیت بھی لہرایا گیا۔ آہستہ آہستہ دفتر اور مشن ہاؤس میں ضرورت کی ہر چیز آگئی۔ پہلے ہم ڈرائننگ روم میں نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ جب تعداد میں اضافہ ہوا تو برآمدہ اور صحن میں جمعہ ہونے لگا۔ کچھ عرصہ بعد سارے صحن میں لوہے کی چادر کی چھت ڈال دی۔

آغاز میں ہی مختلف ممالک کے سفراء اور بورکینافاسو کے وزراء سے ملاقات کے لئے درخواستیں دیں لیکن کوئی مثبت جواب نہ ملا۔ تاہم Mossi قبیلہ کے بادشاہ کے ساتھ ابتداء میں ہی ملاقات ہوئی۔ اس بادشاہ کا دبدبہ اور پروٹوکول قوانین بہت سخت تھے۔ ملاقاتی کو جوتا اور ٹوپی پہننے کی اجازت نہ تھی اور سلام کرنے کے آداب میں بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا لازمی تھا۔ البتہ میرا طریق اپنے وفد کے ہمراہ یہ تھا کہ جوتا باہر اتار جاتا۔ ٹوپی پہنے رکھتا۔ بادشاہ سے ہاتھ ملاکر سلام کرتا اور پھر اُس کے سامنے صف پر بیٹھ جاتا۔ خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ وقت بھی دکھایا کہ پھر بادشاہ اپنے ہاتھ سے اس عاجز کے لئے کرسی اٹھاکر لایا اور پینے کے لئے مشروب بھی پیش کیا۔

اس علاقہ میں یہ خصوصیت تھی کہ لوگ بات کو غور سے سنتے اور خوب سوال کرتے۔ پھر باہم مشورہ کرتے اور احمدیت کی قبولیت کا فیصلہ کرتے۔ ایک گاؤں میں چند نوجوانوں نے ہمیں مدعو کیا تو رات گئے تک سوال ہوتے رہے۔ جب بیعت کا ذکر ہوا تو وہاں کے امام نے انکار کردیا۔ اس پر نوجوانوں نے کہا کہ ہم تو بیعت کر رہے ہیں اور اگر تم بیعت نہیں کروگے تو ہمارے امام بھی نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر امام صاحب فوراً بیعت فارم کی طرف لپکے اور دوسروں کو بھی بیعت کرنے کی تلقین کرنے لگے۔

دعوت الی اللہ بڑھتی رہی اور نئی جماعتیں قائم ہوتی رہیں۔ ۱۹۹۸ء تک ملک بھر میں سات مزید مراکز قائم ہوچکے تھے۔ وزیر صحت اور وزیراعظم سے ہسپتال کھولنے سے متعلق رابطہ جاری تھا۔ جونہی فرانسیسی بولنے والے ڈاکٹر محمود بھنو صاحب آف ماریشس نے وقف کیا، اُن کا تقرر بورکینافاسو میں ہوگیا۔ جماعت اور وزارت صحت کے درمیان ایک معاہدہ بھی طے پایا جس کے تحت ہمیں بعض رعایتیں دی گئیں۔ مثلاً وہاں ہومیوپیتھی کا علاج ممنوع تھا لیکن ہمیں اس کی اجازت ملی۔

تبلیغ میں کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مخالفت بھی پروان چڑھتی گئی۔ ہمارے مخالفین کے پاس ایک حربہ یہ آیا کہ ہمارا بیعت فارم چھپواکر تقسیم کیا اور بتایا کہ جو وفد یہ فارم لے کر آئے، اُس کی بات نہ سنی جائے۔ نتیجہ برعکس ہوا کہ لوگوں نے بیعت فارم پڑھنے کے بعد از خود تحقیق شروع کردی اور کئی دیہات میں آنے کی دعوت ملی۔

.......❁.......❁.......❁.......

سنگاپور

سنگاپور ملائشیا کے جنوب میں واقع ایک جزیرہ ہے جس کا رقبہ قریباً ساڑھے چھ ہزار مربع میل اور آبادی تین ملین ہے جس میں ۷۵ فیصد چینی ہیں۔ باقی ملائی، ہندوستانی، پاکستانی اور یورپین ہیں۔

اس جزیرہ میں ۱۸۱۹ء میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایجنٹ Sir Stam Ford Rafbes نے تجارتی اڈہ قائم کیا۔ ۱۹۲۴ء میں سلطان جوہو نے یہ جزیرہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کردیا اور ۱۹۲۶ء میں یہ مستقل طور پر برطانوی سلطنت میں شامل کرلیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں جنگ عظیم دوم کے دوران جاپان نے اس پر قبضہ کیا لیکن ۱۹۴۵ء میں برطانیہ نے دوبارہ قبضہ کرلیا۔ ۱۹۶۵ء میں یہ آزاد جمہوریہ بن گیا جس کا سربراہ وزیراعظم ہے۔

یہاں اکثریت کا مذہب کنفیوشس اور تاؤازم ہے۔ ملائی لوگ سب کے سب مسلمان ہیں اور شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی بھی یہاں موجود ہیں۔ ملائی، انگریزی، چینی اور تامل سرکاری زبانیں ہیں۔ یہ جزیرہ ایک قدرتی بندرگاہ ہے اور دنیا کا چوتھی بڑی بندرگاہ کہلاتا ہے۔ ہوائی اڈہ بھی دنیا کے مصروف ترین ہوائی اڈوں میں شمار ہوتا ہے۔ عظیم تجارتی منڈی ہے اور اکثر لوگ تجارت کرتے ہیں۔ نہایت صاف ستھرا شہر ہے۔ شہر چھوٹا ہونے کی وجہ سے ۷۵ فیصد لوگ فلیٹوں میں رہتے ہیں جو بیس بیس منزلہ ہوتے ہیں۔ یہاں مکمل مذہبی آزادی ہے۔ کسی کو دوسرے مذہب کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت نہیں، اسی لئے وہاں تمام مذاہب کے مشنریوں کا داخلہ منع ہے۔

احمدیہ مرکز تبلیغ سنگاپور کا قیام ۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا غلام حسین صاحب کے ذریعہ آیا۔ آپ کو ابتداء میں نہایت ہی نامساعد حالات سے گزرنا پڑا۔ وہاں پہنچنے کے صرف چھ ماہ بعد مرکز سے آپ کو خرچ بھجوانا بند ہوگیا اور آپ خود ہی تجارت کرکے گزارا کرتے رہے اور تبلیغ میں مصروف رہے۔ آہستہ آہستہ بہت سی سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آئیں جن میں ایک ملائی دوست مکرم حاجی جعفر دین صاحب بھی تھے۔ انہیں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ ثابت قدم رہے۔

۱۹۳۹ء میں ایک معاند احمدیت عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سنگاپور گئے اور وہاں کی ایک مسجد میں لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کا قرآن اَور ہے۔ اس لیکچر میں حضرت مولوی غلام حسین ایاز صاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے کھڑے ہوکر کہا کہ میرے پاس قرآن موجود ہے، اگر ایک آیت بھی مختلف دکھادیں تو جو چاہیں سزا دیں۔ اس پر میرٹھی صاحب نے لوگوں کو اشتعال دلایا اور مولوی صاحب کو واجب القتل قرار دیا۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کو خوب زدوکوب کیا، گھسیٹا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ شدید چوٹیں آنے سے آپ بیہوش ہوگئے۔ ہسپتال میں بہت دیر بعد آپ کو ہوش آیا۔ اسی طرح ایک بار آپ کو چلتی بس سے دھکا دے کر گرادیا گیا۔ لیکن آپ نے دعوت الی اللہ جاری رکھی اور ۱۹۴۷ء میں ایک قطعہ زمین خرید لیا جو دو کشادہ سڑکوں کے وسط میں تھا اور اس پر ایک لکڑی کا مکان بھی موجود تھا جو ۱۹۸۳ء تک مسجد اور مرکز کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ ۱۹۸۳ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ وہاں تشریف لے گئے تو حضورؒ نے اس جگہ پر مسجد طٰہٰ اور مرکز کا سنگ بنیاد رکھا جس کی دو منزلہ عمارت خداتعالیٰ کے فضل سے مکمل ہوچکی ہے۔ اس وقت سنگاپور میں قریباً اڑہائی صد افراد پر مشتمل ایک مخلص جماعت قائم ہے۔

حضرت مولوی ایاز صاحب کو ۱۹۵۶ء میں دوبارہ وہاں بھجوایا گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو برٹش نارتھ بورنیو (سبا) میں منتقل کیا گیا جہاں آپ ۱۷ اور ۱۸/اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب وفات پاگئے اور بورنیو جزیرہ لابوان میں دفن ہوئے۔

یہ معلوماتی مضمون مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری کے قلم سے ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جون ۲۰۰۳ء کی زینت ہے۔

.......❁.......❁.......❁.......

اعزاز

مکرم منظر احمد صاحب آف لاہور نے آئرلینڈ میں ہونے والے سپیشل اولمپکس میں تیراکی کے ایک مقابلہ میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔

.......❁.......❁.......❁.......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سانسوں کے زیر و بم میں تھا دل کی دھڑکنوں میں
کیسے تجھے گنوں میں اب آہ رفتگاں میں
تُو تھا نظر کا محور آنکھوں کا نُور تھا تُو
تیری طرف نظر تھی اتنے بڑے جہاں میں
پھل پھول پھر کھلیں گے روشن چراغ ہوں گے
پھر سے بہار آئی ہے اپنے گلستاں میں
پھر ہے نئی قیادت پھر ولولے نئے ہیں
جشن طرب ہے عظمت اس بزم دوستاں میں

.......❁.......❁.......❁.......

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" لندن مئی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم عطاءالمجیب راشد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جس کی الفت میں گرفتار تھے لاکھوں انساں
اور وہ ایسا کہ لاکھوں پہ فدا رہتا تھا
ہاں وہی شخص جو رہتا تھا دلوں میں ہر دَم
وہ جو ہر سانس کی ڈوری میں بندھا رہتا تھا
زیرِ بار اس کی محبت کئے رکھتی تھی ہمیں
حسن و احساں تلے راشدؔ بھی پڑا رہتا تھا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 | Friday, November 14, 2003 | Issue No. 46

مسجد خداتعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے اس لئے ایک سچا مسلمان مسجد سے کبھی بھی نہ تو دیگر شہریوں کے خلاف اور نہ ہی حکومت وقت کے خلاف نفرت کی آواز بلند کر سکتا ہے

جماعت احمدیہ نے اکناف عالم میں مساجد تعمیر کی ہیں جو سب اس مسجد کی طرح امن کا گہوارہ ہیں

بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے ہمیں خداتعالیٰ کی عبادت کی طرف زیادہ توجہ دینا ہوگی

(مسجد بیت الفتوح (لندن) کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ خصوصی تقریب میں
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

(پریس ڈیسک): مسجد بیت الفتوح جو جماعت احمدیہ نے لندن کے مورڈن کے علاقہ میں حال ہی میں تعمیر کی ہے کے افتتاح کی مناسبت سے ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ طاہر ہال میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں ۶۰۰ سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے ۴۴ ممالک سے بطور خاص تشریف لانے والے نمائندگان کے علاوہ ۱۷ ممالک کے ہائی کمشنرز، ڈپٹی ہائی کمشنرز، اور سفیر صاحبان، برطانیہ اور کینیڈا کے ممبران پارلیمنٹ، یورپی یونین کے ممبران پارلیمنٹ، گھانا کے ڈپٹی وزیر انرجی، لارڈ ایوبری، لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر، لندن کے مختلف علاقوں کے میئر صاحبان نیز کرائیڈن اور لیمنگٹن سپا کے میئر صاحبان بھی موجود تھے۔

اس خصوصی تقریب کے شرکاء سے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ہم خداتعالیٰ کو جو ہمارا خالق ہے حاضر ناظر جانیں اور دلوں میں اس کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی مخلوق کے ساتھ پیار، محبت اور حسن سلوک سے پیش آئیں۔ یہ اس تعلیم کا خلاصہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ اسلامی تعلیم ہے تو کیسے ممکن ہے کہ مسجدوں سے نفرت کی آوازیں بلند ہوں۔ مسجدیں تو خداتعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں اس لئے ایک سچا مسلمان مسجد سے کبھی بھی نہ تو دیگر شہریوں کے خلاف اور نہ ہی حکومت وقت کے خلاف نفرت کے نعرے بلند کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ملکی قوانین کی پوری پابندی کرے اور جس حکومت کا وہ باشندہ ہے اس کا اطاعت گزار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

''ایک سچا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو اس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظلّ عاطفت کے نیچے وہ امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے، مذہب کا اختلاف اس کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہیں روکتا''۔

(تحفۂ قیصریہ صفحہ نمبر ۲۹)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جس پر جماعت احمدیہ عمل کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ جماعت احمدیہ کو اچھی طرح جانتے ہیں یا اس کے ساتھ ان کا رابطہ ہے وہ اس بات کی توثیق کر سکتے ہیں کہ احمدی مسلمان قانون شکنی، جرائم یا ایسے اقدام جن سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچے کوسوں دور رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ انسانیت کی خدمت پر کمربستہ رہی ہے اور ہم افریقہ کے غریب ممالک میں بلا استثناء مذہب، انسانیت کی خدمت ہسپتالوں اور سکولوں کی صورت میں کر رہے ہیں۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے متبعین سے ایک عہد لیا ہوا ہے کہ اگر وہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خداتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں تاکہ دنیا کو اسلام کے اصلی چہرے سے روشناس کروائیں اور اس کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں رواج دیں تو انہیں اس بات کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ خداتعالیٰ کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق وسائل کو استعمال کر کے خداتعالیٰ کی مخلوق کی بہبودی کے لئے کام کریں۔ اس لئے ہر احمدی کو مخلوق خدا کی ہمدردی اور خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہوگا۔

آپ نے فرمایا کہ انسان کی تخلیق کے دو مقاصد ہیں۔ اولاً انسان صرف خدائے واحد کی پرستش کرے اور دوئم یہ کہ وہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں اور اسی لئے جماعت احمدیہ نے اکناف عالم میں مساجد تعمیر کی ہیں جو سب اس مسجد کی طرح امن کا گہوارہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری دلی تمنّا ہے کہ آپ جس جگہ بھی رہتے ہیں کسی بھی مذہب، نسل یا قومیت سے تعلق رکھتے ہوں اپنے اردگرد امن کا ماحول قائم کریں اور انسانیت کے دکھوں کا مداوا کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھیں پھر ہمیں کوئی بھی اس تباہی سے نہیں بچا سکتا جس کی طرف دنیا تیزی سے جا رہی ہے۔ یقیناً یہ تباہی دوسری جنگ عظیم کی تباہی سے زیادہ ہولناک ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسانوں کی بھلائی کے لئے ہمیں خداتعالیٰ کی عبادت کی طرف زیادہ توجہ دینا ہوگی اور اسی کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اسی سے مدد حاصل کرنا ہوگی۔ خداتعالیٰ کی عبادت کے بغیر انسان اپنے مقصد کو نہیں پا سکتا۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے، نہ محض قال سے، ان کی کیفیت بیان کروں''۔ (لیکچر لاہور صفحہ ۳۴)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خداتعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کماحقہٗ انجام دینے اور دنیا میں امن قائم کرنے کی توفیق بخشے۔

اس تقریب میں حاضرین میں سے مرٹن بورو کی میئر میڈم Maxine Martin، ممبر پارلیمنٹ Roger Cascle، کینیڈا کے ممبر پارلیمنٹ Jim Karygiannis، ممبر پارلیمنٹ برطانیہ Dominique Greaves، لارڈ ایوبری اور امیر جماعت احمدیہ UK مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے بھی خطاب کیا۔

❁❁❁❁❁❁

مسجد بیت الفتوح

مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد

یاد رہے کہ مسجد بیت الفتوح لندن کے علاقہ مورڈن میں لندن روڈ پر واقع ہے۔ یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ۳ر اکتوبر ۲۰۰۳ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔

مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹ر اکتوبر ۱۹۹۹ء کو رکھا تھا۔

جس جگہ مسجد بیت الفتوح تعمیر کی گئی ہے وہاں پہلے ایکسپریس ڈیری (Express Dairies) کی بلڈنگ تھی۔ اس کا کل رقبہ ۵ء۲ / ایکڑ ہے۔ ۱۹۹۶ء میں ۲۳ء۲ ملین پاؤنڈ کی رقم سے یہ رقبہ خریدا گیا۔

بیت الفتوح کے گنبد کا قطر ۵ء۱۵ میٹر ہے جو کہ چھت سے آٹھ میٹر اور زمین سے ۲۳ میٹر اونچا ہے۔ اس کے ایک مینار کی بلندی ۵ء۲۵ میٹر ہے۔ بیت الفتوح اور ملحقہ ہالوں میں دس ہزار نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔

بیت الفتوح کمپلیکس میں دفاتر، کانفرنس روم، لائبریری اور ورزش کے لئے مخصوص ہال بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ مسجد بیت الفتوح کی خبریں دنیا بھر کے ۱۴۶ر اخبارات، نیوز ایجنسیوں، ٹی وی اور ریڈیو نے نشر کیں۔

(رپورٹ مرتبہ: رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔